

جلد حقوق بقی نامشر محفوظ ہیں

حصہ ۹ نمبر

بھار الانوار

ملا محمد باقر مجاہدی رضی اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد منشاہ

در حالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

حضرت امام علی رضی علیہ السلام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

محفوظ بکٹ کنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵

فون: ۲۲۲۲۸۶

۳۹۱۶۸۲۳

نیکس: ۲۹۱۶۸۲۳

حصہ دوم امام دہم

حضرت ابوالحسن ثالث امام علی نقی ابن امام محمد تقی علیہما السلام

باب اول

القاب، کنیت، ولادت و شہادت

جائے سکونت
اسم گرامی
والدہ محترمہ
تاریخ ولادت
نقشہ خاتم
تاریخ وفات جائے دفن خلفاء وقت

باب دوم

امامت کیلئے احوال و خصوصیات امام

قوم کا اجتماع

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی نص
ابوالحسنؑ مجھ سے مشابہ ہے

باب سوم

اخبار و معجزات

مکنت امامؑ

ایک معجزہ

سنگریزوں کا سونے میں تبدیلی ہونا۔

ہونے امام کا احترام کس طرح کیا۔

اللہ کی طرف سے میرے لیے یہ انتظام ہے

ایک بیرونی صحت
ایک ہندی شعبہ بازی ہلاکت
ایک اور معجزہ
ترکی سردار کے بچپن کا نام
اخبار العلوم
ایک ظالم حاکم سے نجات
منجانب اللہ کرم پانی کا انتظام
تم اللہ کی کون کونسی نعمتوں کا شکر لو کرو گے
سیر من رائے اجڑنے کی پیش گوئی
حق بمقدار رسید
علم الاخبار
ایک اور اعجاز
علم مافی الضمیر
علم مافی الارحام
علم منیا یا
زیر مصیبتے جواب مستند
دعا قبول حاجات
استجاب دعا
سخاوت
احیائے موتی
سال کے چار دن جن میں روزے رکھے جائیں
مرد مومن کے قرض کی ادائیگی
تارک التقیہ تارک القلوۃ کے برابر ہے

محمد میرے جد ہیں یا آپ کے؟

فارسی زبان کا علم

سقلانی زبان میں گفتگو

عطائے محمد عطائے علی

امام اور اسپ کا مکالمہ

پرندوں کی نظر میں امام کا احترام

امام کی فوج کی شان

متوکل نے امام کی زیارت پر پابندی لگا دی

رعب امام

میں امامت کا کیوں قائل ہوا؟

زمین کے ہر خطے میں قبریں ہیں

طی الارض

زینب بنت فاطمہ ہونے کی دعویٰ دار

مال کثیر کا مفہوم

یحییٰ بن اکثم کے مسائل اور ان کے جوابات

سزائے خون سے اسلام لانے کی سزا

معرفت پر ایک تفصیلی گفتگو

یزداد طبیب

باب چہارم

خلفائے وقت

متوکل کا ارادہ قتل

ارادہ گرفتاری

اسیری اور پھر ارادہ قتل

درینہ سے روانگی

بنی ہاشم کا پاپیادہ جلوس

متوکل کے قتل کی پیش گوئی

متوکل کے لیے بددعا

شکر کا بقتل

صلہ رحمی

محمد بن حنفیہ کی اولاد کی جرأت و دلیری

یوم بعض الظالم

گریبان چاک کرنے کا جواز

باب پنجم

اولاد امام اور حالات جعفر کذاب

اولاد امام علی نقی علیہ السلام

جعفر کا کردار برادران یوسف جیسا

جعفر کا امام کی نقیض پر مقرر ہونا

جعفر کذاب کے متعلق توجیح امام عمرؓ

یہ ننگ خاندان ہے۔

جعفر کذاب کا حضرت جعفر طیار کے

خاندان کی لڑکی کا فروخت کرنا

باب ششم

احوال اصحاب امام علیہ السلام

سہل بن یعقوب ابوالواس

اختیارات امامؑ

دربان و وکیل

ابوالغوث شاعر آل محمدؑ

بقا مظالم ترک کے بارے میں رسول کی دعا

اصحاب امامؑ

فارس ایک قابل قدرت شخص تھا

ابوالہاشم جعفری

ابوعلی کو حسین بن عبد ربیع کا قائم مقام بنانا

ابوعلی بن داؤد کے متعلق امام کا خط

الیسع بن حمزہ قمی کو دعا کی تعلیم

میرے لیے حاضر حینی میں دعا کی جائے

حصہ سوم امام یازم

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

باب اول سکونت، ولادت، القاب اور نقش خاتم

جائے سکونت ۲۳۰
تاریخ جائے ولادت اور شہادت امام ۲۳۰
القاب و کنیت ۲۳۲
نقش خاتم ۲۳۲

باب دوم نصوص وراثت

امام محمد تقی علیہ السلام کا ارشاد ۲۳۶
امام علی التقی علیہ السلام کی نص ۲۳۶
نصوص اواخرہ ۲۳۷

باب سوم مکارم الاخلاق و دیگر امور

سیر اقدس کا نذر ۲۳۴
اطلاع آمد امام مہدی علیہ السلام ۲۳۴
ظہور امام عمر علیہ السلام اور انہدام منائر ۲۳۵
اسحاق کندی کی تساقض قرآن ۲۳۵
وشمن سے درس کا طریقہ ۲۳۷
شاعر متوکل سے سلوک ۲۳۷
علم امامت اعمالی بندگان ۲۳۷
زعب امامت ۲۳۹

قبیلہ خانے میں ؟ ۲۵۲
زمین کے خزانوں کی کنجیاں ۲۵۳
تمام ائمہ برابر ہیں ۲۵۳
حجت اللہ اور دوسروں میں فرق ۲۵۳
ایک زائر کے ساتھ سلوک ۲۵۳
حضرت علی کا لون بکالی سے خطاب ۲۵۵
امام مستجاب الدعوات ہوتے ہیں ۲۵۶
خواب اور بیداری میں کوئی فرق نہیں ۲۵۶
بدکار عورتوں سے متحرکي حماقت ۲۵۷
فرش پر انبیاء کے قدموں کے نشان ۲۵۸
صاعد نصرانی کا ایمان لانا ۲۶۰

باب چہارم معجزات و کرامات

سنگریزے پر ائمہ طاہرین کی مہرین ۲۶۴
معجزہ نمائندہ سلاقی ۲۶۵
فصد میں خون کے برے دودھ نکلا ۲۶۶
طی الارض ۲۷۰
کنویں کے پانی کا بلند ہونا ۲۷۱
عسکریتین کے روضہ کی کرامت ۲۷۲
درندے بھی معرفت امام رکھتے ہیں ۲۷۲
زمین نے حسب ضرورت سونا چاندی اگل دیا ۲۷۲
قلہ کاغذ پر خود بخود جملے لکنا ۲۷۳

قید خانہ بھی آپ کو پابند نہ کر سکا
کیش گھوڑا آپ کا مطیع ہو گیا۔

باب پنجم اخبار التقوم بحسب العلوم

نبی کی بڑی اور راسب ۲۷۸
جاسوس کی نشاندہی ۲۷۹
معتد کی قید سے رہائی کا علم ۲۸۱
وشمن تو ہماری نسل قطع کرنا چاہتا ہے۔
بڈیوں کا خطرہ ۲۸۲
علم اصحاب و ارحام ۲۸۳
علم ارحام ۲۸۳
بغیر روشنائی کی تحریر کی شناخت ۲۸۳
حج کو جاؤ یا اس کا کوئی خطرہ نہیں ۲۸۴
مستقبل کا علم ۲۸۴
گھوڑے کی فروخت کا حکم ۲۸۵
علم بلایا ۲۸۶
کس نے کونسا مال چڑایا ۲۸۷
تیری جائیداد واپس مل جائے گی ۲۸۸
بغیر طلب خاتم بخشی ۲۸۸
قرآن کا مخلوق خدا ہونا ۲۸۹
ٹوپی، وسیلہ امامت ۲۸۹
دعا، وسیلہ امامت ۲۹۰
علم مافی الضمیر ۲۹۰
علم الانساب ۲۹۳
علم مستقبل ۲۹۵
معتد کی معزولی ۲۹۵
مستعملہ کا گرفتاری بعد از ۲۹۶

۲۹۶ مہدی کی مدت عمر کا خاتمہ
۲۹۶ مہدی کے قتل کی پیش گوئی
۲۹۷ تین دن کے بعد خوشخبری کی اطلاع
۲۹۸ گمشدہ غلام کی نشاندہی
۲۹۸ علم منایا
۲۹۹ اللہ فضل پر دم کرے
۳۰۲ مستقبل کا علم
۳۰۳ مشکوٰۃ سے مراد
۳۰۴ کینز کی موت کا علم
۳۰۴ عروہ بن یحییٰ کے لیے بددعا
۳۰۵ زبیری کے لیے بددعا
۳۰۵ ابن ہلال سے برأت کا اعلان
باب ششم تفاسیر آیات قرآنی و اقوال زریں
۳۰۸ اپنے کام سے کام رکھو
۳۰۹ واقفیوں سے ترک مولات کرو
۳۰۹ انگلی کے اشارے سے ہدایت
۳۱۰ ایک دوستدار کو دعاء کی تسلیم
۳۱۰ حزب اللہ کا شمار
۳۱۱ فقر سے گناہ معاف ہوتے ہیں
۳۱۱ شرک خفی
۳۱۲ حکیم تعیت
۳۱۲ جائز نفع
۳۱۲ تعویذ برائے نوبی نخبار
۳۱۳ تم لوگ بہت کرو دشمن کیلئے کافی ہو
۳۱۳ لوگوں کے تین طبقے
۳۱۵ من کنت مولاً کا مطلب

آیت قرآنی میں ولیجہ سے مراد
 قَمْرًا ذُرِّيَّتَنَا الْكُتُبُ کی تفسیر
 اللہ کی عفو و بخشش کا مطلب
 لِلَّهِ الْأَمْرُ کی تفسیر
 يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ کی تفسیر
 قرآن مجید مخلوق ہے
 آپ کے خطوط
 اہل فہم و اہل آبر کے نام
 عسلی بن حسین بن بابویہ قمی کے نام
 قاسم بن عسلا کے نام
 اسحاق بن اسمعیل کے نام
 سادات کا احترام ضروری ہے۔

باب ہفتم

آپ کی وفات اور حکومت کا رد عمل

۳۱۵	تاریخ وفات	۳۱۵
۳۱۵	والدہ گرامی کو موت کی اطلاع	۳۱۸
۳۱۶	حیفر کی عہدہ امامت کیلئے بے سود سعی	۳۱۸
۳۱۶	امام عسلی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی	۳۱۹
۳۱۶	آپ کی وفات پر حکومت کا رد عمل	۳۱۹
۳۱۶	حکومت وقت کو آپ کے فرزند کی تلاش	۳۲۰
۳۱۶	شیعوں میں افتراق	۳۲۱
۳۱۶	ایک شے کا ازالہ	۳۲۶

بجملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



بَحَارُ الْأَخْوَارِ

مُلا مُحَمَّد بَاقِر مَجَلِسِي رَحْمَةُ

تَرْجَمَهُ

مَوْلَانَا سَيِّدِ حَسَنِ اِمْدَادِ مَدَا اَمَلِ

دَرَحَالَاتِ

حَضْرَتِ اِمَامِ مُحَمَّدِ تَقِيِّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامِ

اس کتاب "بخار الانوار" جدید ہم کے ترجمے کے
جلد حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔
نیز اس ترجمے کا کوئی جز یا کل کتاب کا بلا اجازت
شائع کرنا خلاف قانون متصور ہوگا۔

مصنف _____ مولانا باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم _____ سید حسن امداد صاحب (ممتاز لافاضل)

طابع _____ سندھ آفسٹ پریس۔ کراچی

کتابت _____ جعفر زبیر

ناشر _____ محفوظ بک کمپنی۔ مارٹن روڈ کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مترجم

"بخار الانوار" طبع جدید طہران جلد نمبر ۵ مشتمل برحالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اس میں بخار الانوار کی مضمون دار روایات کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ اگر کوئی عمل کو سامنے

رکھ کر دیکھنا چاہے تو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ پھر ہر روایت پر ضمنی سرخیاں بھی قائم کر دی گئی ہیں

تاکہ ناظرین کے لیے نفس مضمون کی تلاش آسان ہو جائے۔

ترجمہ کیا ہے، اس کا فیصلہ خود ناظرین کریں گے، اپنی طرف سے صرف یہ عرض ہے کہ

ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک شیشی کا عطر دوسری شیشی میں اُٹیلنے

کی کتنی ہی کوشش کی جائے پھر بھی پہلی شیشی میں کچھ نہ کچھ لگا ہوا رہ جاتا ہے اور اُٹیلنے والا عطر ہے

وَالسَّلَامُ
”مترجم“

سید حسن امداد (ممتاز لافاضل)

بحار الانوار جلد نہم

حصہ اول درصالحات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

صفحہ نمبر	باب اول	صفحہ نمبر	باب سوم	صفحہ نمبر
	ولادت، وفات، اسماء و القاب		معجزات امام علیہ السلام	
	ولادت و وفات	۱۵	علم قیامت سے ثبوت امامت	۲۰
	سن ولادت و وفات کی تحقیق	۱۷	عصا کی گواہی	۲۲
	نقش خاتم، القاب، کنیت	۱۹	ازالہ شکوک	۲۲
	وقت ولادت کلمت شہادتین	۱۹	افتر پردازی کی سزا	۲۳
	اخبار العلوم	۲۱	ناکردہ گناہ کی سزا	۲۳
	وجہ انتقال	۲۲	صدقہ کا صلہ	۲۴
	شبیبہ موسیٰ و عیسیٰ	۲۳	علم الافکار	۲۴
	کم سنی میں خطبہ اول	۲۳	شارح العلوم	۲۵
	باب دوم		امام کی رسوائی کے لیے.....	۲۸
	آپ کی امامت کے متعلق نصوص		بدر کردار باپ کی خدمت	۲۹
	نصوص امام رضا علیہ السلام	۲۸	مہجرت طحی الارض	۲۹
	مولود مسعود	۲۹	بصارت پلٹ آئی	۵۰
	نبوت اور امامت کیلئے عمر کی قید نہیں	۳۱	گھٹنوں کا درد دور ہو گیا	۵۱
	نص امام موسیٰ بن امام جعفر صادق	۳۲	سیحہ	۵۱
	ایک وقت میں دو امام	۳۳	ایک اعجاز	۵۳
	تفویض امامت	۳۴	علم مافی الضمیر	۵۵
	ثقل زبان	۳۸	سیحائی	۵۵
	علی بن جعفر بن محمد کی عقیدت	۳۸	یہ فطرس والے ہیں	۵۷
			الکوجتے مسرزند	۵۸
			۵۹
۶۰	کنیز کی خریداری			
۶۱	لہو و لعب سے نفرت			
۶۲	علم منایا			
۶۳	حسن و رباب سے نفرت			
۶۴	شکر الحمد للہ			
۶۵	اخبار العلوم			
۶۶	سامان کس سے خریدا جائے			
۶۶	علم الاخبار			
۶۷	غسل امام بدست امام			
۶۸	تذہیب امام کے لیے			
۶۹	قتل امام پر مامون کی ندامت			
۷۰	باب چہارم			
۷۱	امام افضل بنت مامون سے عقد اور			
۷۲	احتجاج و مناظرے			
۷۳	مامون اور خطبہ نکاح			
۷۴	امام افضل کا مہر			
۷۵	اختلاف و احتجاج			
۷۶	فقہی مسائل کا جواب			
۷۷	باب برکت دن			
۷۸	امام افضل کا شکایتی خط			
۷۹	یحییٰ بن اکثم سے مناظرے			
۸۰	رعب امامت			
۸۱	باب پنجم			
۸۲	فضائل و مکارم الاخلاق			
۸۳	کم سنی میں بیس ہزار مسائل کا جواب			
۸۴	چند سوالات			
۸۵	اعجاز امام			
۹۶	برادر ایمانی سے سلوک			
۹۷	روافض کی پختہ اعتقادی			
۹۸	اسناد و حرز حواد			
۹۹	علماء و فقہاء و علمور آپ کے علم کی آزمائش			
۱۰۰	دریائے وجہ کے پانی کا علم			
۱۰۱	کعبور کا شریعت			
۱۰۲	فضا میں دریا اور دریا میں مچھلیاں			
۱۰۳	زلزلوں سے نجات کا عمل			
۱۰۴	امیر طاہر بن کیطرف سے طوان کعبہ بجالانا			
۱۰۵	گھر سے نکلے تو بڑے دروازے سے			
۱۰۶	ہدیہ کسی کا بھی واپس نہیں کرنا چاہیے			
۱۰۷	منبر رسول سے تعارف			
۱۰۸	آپ کے اصحاب			
۱۰۹	زکریا بن آدم			
۱۱۰	محمد بن عبد العزیز			
۱۱۱	عسلی بن مہربان			
۱۱۲	صالح بن محمد بن سہیل			
۱۱۳	خیران بن قراطیسی			
۱۱۴	ابراہیم بن محمد ہمدانی			

① ولادت و وفات

اصول کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام محمد تقی جو **علیہ السلام** کی ولادت باسعادت
 ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں ہوئی اور وفات آخر ماہ ذی القعدہ ۲۲۰ھ میں اُسن وقت آپ کی عمر
 پچیس سال دو ماہ اور اٹھارہ دن تھی۔ بغداد میں مقابر قریش کے اندر اپنے جد نامدار حضرت
 موسیٰ بن جعفر کے پہلو میں دفن ہوئے۔ جس سال آپ کی وفات ہوئی اسی سال کے اوائل میں
 معتصم نے آپ کو اسیر کر کے بغداد لایا تھا۔
 آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں۔ جن کا نام سبیکہ زوبیہ تھا اور یہ بھی کہا جاتا
 ہے کہ آپ کی والدہ کا نام خیران تھا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کی والدہ بھی ابراہیم
 ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماریہ قبطیہ کے خاندان سے تھیں۔
 روضۃ الواعظین میں ہے کہ آپ ۲۰ رمضان بروز جمعہ دینہ میں پیدا ہوئے اور
 یہ بھی کہا جاتا ہے نیمہ ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور ماہ ذی القعدہ کی آخری
 تاریخوں میں بغداد کے اندر زہر سے شہید ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی وفات ذی الحجہ
 بروز شنبہ ۲۲۰ھ میں واقع ہوئی۔
 کتاب المدین میں ہے کہ حضرت امام تقی **علیہ السلام** مدینہ میں ماہ رمضان ۱۹۵ھ
 میں پیدا ہوئے اور ۲۲۰ھ آخر ذی القعدہ میں وفات پائی۔
 تاریخ بغدادی میں ہے کہ آپ کی ولادت شب جمعہ ۱۵ رمضان میں ہوئی۔
 کتاب الارشاد میں ہے کہ حضرت امام محمد تقی جو **علیہ السلام** کی ولادت
 ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں ہوئی اور بغداد کے اندر ماہ ذی القعدہ ۲۲۰ھ میں انتقال ہوا اس وقت
 آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی اور اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ کی مدت خلافت امامت
 سترہ سال رہی آپ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا اسم گرامی سبیکہ تھا یہ زوبیہ تھیں۔ آپ کا انتقال
 بغداد میں ہوا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ معتصم نے آپ کو مدینہ سے گرفتار کر کے بغداد لایا تھا آپ
 بغداد میں ماہ محرم کی اٹھائیسویں تاریخ کو پہنچے تھے اور اس سال ماہ ذی القعدہ میں آپ نے زہر
 سے شہادت پائی۔ اور مقابر قریش کے اندر اپنے جد نزر گواری قبر کی پشت کی جانب دفن ہوئے۔
 وقت وفات آپ کی عمر پچیس سال چند ماہ تھی آپ کا لقب منتخب اور رتقی تھا آپ نے اپنے
 والد و فرزند اور دو دختر چھوڑی۔ فرزند اول میں سے ایک امام علی النقی **علیہ السلام** جو آپ

کے بعد امام ہوئے اور دوسرے موسیٰ دختران میں سے ایک کا نام فاطمہ اور دوسری کا نام امہ تھیں۔
علاوہ آپ کے کوئی اور اولاد نہ تھی۔

منقب ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے کہ حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کی ولادت مدینہ میں شب جمعہ ۱۹ رمضان المبارک کو ہوئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نیمہ ماہ ربیع الثانی میں ہوئی۔ ابن عباس کا قول ہے کہ آپ کی ولادت ۱۹ رجب ۱۹۵ھ میں ہوئی اور بعض میں ۲۲ھ میں شہید ہوئے اور مقابر قریش میں حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے سپرد دفن ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ اور لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس وقت آپ ۲۳ سال تھے۔

آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں۔ جن کو ڈر کے نام سے پکارا جاتا تھا یہ مرہ تھیں پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کا نام خیزران رکھا۔ یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے خاندان سے تھیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام سبیکہ تھا اور لوہیہ قبیلہ سے تھیں۔ یہ بھی کہا ہے کہ آپ کا اسم گرامی ریحانہ اور کنیت ام الحسن تھی۔

حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کا عہد امامت و ولایت سترہ سال تھا۔ یہ عہد کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ سات سال چار ماہ اور دو دن رہے۔ پھر ان کے بعد بیس دن کم اٹھارہ سال رہے۔ اس طرح آپ کے عہد امامت میں مامون کا بقیہ عہد حکومت پھر خلفاء معتمد اور واثق کی حکومت کا زمانہ اور واثق ہی کے زمانہ حکومت میں آپ شہید کر دیئے گئے۔

ابن بابویہ کہتے ہیں کہ معتمد نے حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ آپ کے فرزندوں میں ایک حضرت امام علی النقی علیہ السلام اور دوسرے موسیٰ تھے۔ دختران میں عیسیٰ و خدیجہ اللہ ام کلثوم تھیں۔

ابو عبد اللہ حارثی کا بیان ہے کہ دختران میں آپ نے فقط فاطمہ اور امامہ کو چھوڑا مامون نے اپنی دختر سے آپ کا عقد کر دیا تھا۔ مگر اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور آپ کے بغدادی شریف لانے کا سبب یہ ہوا کہ معتمد نے آپ کو مدینہ سے شہر بدر کر دیا تھا۔ اس لئے آپ ۲۸ محرم ۲۲۵ھ کو بغداد پہنچے اور وہیں قیام فرمایا اور پھر اسی سال آپ نے وفات پائی۔

دلائل حمیری میں محمد بن سنان سے روایت ہے اس کا بیان ہے۔ کہ حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کا سن وفات کے وقت پچیس سال تین ماہ بارہ دن

ما تھا۔ آپ کی وفات بروز شنبہ ۶ ذی الحجہ ۲۲۵ھ میں ہوئی۔ اپنے والد کے بعد آپ صرف پچیس دن کم سترہ سال زندہ رہے۔

کشف الغم جلد ۲ ص ۲۱۷

سعد اور حمیری دونوں نے محمد بن سنان سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

سنہ ولادت و وفات کی تحقیق

کشف الغم میں محمد بن طلحہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کی ولادت شب جمعہ ۱۹ رمضان ۱۹۵ھ میں ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۰ رجب سنہ مذکور میں ہوئی (لیکن جہاں تک آپ کے حسب نسب کا تعلق ہے) تو آپ کے پدر بزرگوار حضرت ابو الحسن علی رضا علیہ السلام تھے اور آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں۔ جن کا اسم گرامی سبیکہ مرہ تھی اور خیزران بھی کہا جاتا ہے۔

آپ کی وفات ماہ ذی الحجہ ۲۳ھ میں معتمد باللہ کے دور خلافت میں ہوئی اس حساب سے آپ کی عمر پچیس سال ہوئی ہے آپ کی قبر بغداد کے اندر مقابر قریش میں ہے۔

کشف الغم جلد ۳ ص ۱۸۶

حافظ عبد الغزیز کا قول ہے کہ آپ کی والدہ کا نام ریحانہ تھا اور بعض لوگ خیزران بھی کہتے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۵ھ میں ہوئی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت مدینہ میں ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں ہوئی اور وفات بغداد کے اندر ماہ ذی الحجہ کی آخری تاریخوں میں ۲۲۵ھ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی۔ آپ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا اسم گرامی خیزران تھا اور یہ حضرت ماریہ قبطیہ کی نسل سے تھیں۔ آپ کی قبر بغداد کے اندر مقابر قریش میں آپ کے جد حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی قبر کی پشت پر ہے۔

محمد بن سعید کا قول ہے کہ ۲۲ھ میں حضرت امام محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد علیہ السلام نے بغداد میں وفات پائی آپ بغدادی شریف لانے تھے اور یہیں یوم شنبہ ۵ ذی الحجہ کو وفات پائی۔

آپ کا سنہ ولادت چونکہ ۱۹۵ھ ہے اس طرح آپ نے پچیس سال کی عمر پائی اور واثق دور خلافت میں شہید ہوئے آپ کی قبر آپ کے جد امجد کی قبر کے پاس ہے ہارون بن اسحاق بھی اپنی سواری پر بغداد پہنچا اور جنازے میں شریک ہوا واثق نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھائی پھر وہاں سے آپ کی میت مقابر قریش میں لا کر دفن کی گئی۔ آپ کا لقب جواد ہے۔

احمد بن علی بن ثابت کا بیان ہے کہ محمد بن علی بن موسیٰ ابو جعفر بن رضا رضی اللہ عنہ سے بغداد ابو اسحاق معتصم کے پاس بھیجے گئے آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ ام الفضل بنت بنت مامون بھی تھی۔ اور یہیں بغداد میں آپ نے وفات پائی اور مقابر قریش میں اپنے جد موسیٰ بن جعفر کے پاس دفن ہوئے اور آپ کی زوجہ ام الفضل آپ کی وفات کے بعد قصر معتصم میں داخل ہو گئی اور اس کے حرم کے ساتھ رہنے لگی۔

ابن شہاب کا بیان ہے کہ محمد بن سنان کی روایت ہے کہ حضرت محمد بن علی بن جعفر ثانی یعنی محمد بن علی ثقی جواد کی وفات کے وقت آپ کی عمر پچیس سال تین ماہ بارہ دن تھی۔ آپ نے ۲۲ھ میں وفات پائی اور آپ کا سنہ ولادت ۱۹۵ھ ہے۔ آپ اپنے والد کے عہد امامت میں سات سال تین ماہ سے اور روز سہ شنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۲۲ھ میں وفات پائی ایک دوسری روایت ہے کہ آپ اپنے والد کے عہد امامت میں نو سال چند ماہ ہے۔ آپ کی ولادت شب جمعہ ۱۹ رمضان ۱۹۵ھ میں ہوئی اور روز سہ شنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۲۲ھ میں وفات پائی آپ کی والدہ ام ولد تھیں بن کا اسم گرامی سکینہ مرسیہ تھا ان کو خیرزان بھی کہتے تھے والد ام مسعودی نے اپنی کتاب روج الذهب میں تحریر کیا ہے کہ محمد بن علی بن جعفر علیہ السلام کی وفات ۲۲ ذی الحجہ کو ہوئی۔ واقع نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ وقت وفات آپ کی عمر پچیس سال کی تھی۔ جس وقت آپ کا سنہ سات سال آٹھ ماہ کا تھا۔ آپ کے پسر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔

کتاب اعلام الوری میں مرقوم ہے کہ حضرت امام محمد ثقی جواد علیہ السلام کی ولادت ۶ ماہ رمضان ۱۹۵ھ کو ہوئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۵ رمضان شب جمعہ میں ہوئی اور ابن عیاش کی روایت میں ہے کہ روز جمعہ ۱۵ رمضان کو پیدا ہوئے اور بغداد کے اندر ذی الحجہ کی آخری تاریخوں میں ۲۲ھ میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی آپ نے اپنے پسر بزرگوار کے عہد امامت میں سات سال گزارے۔ اس کے بعد خود آپ کے عہد امامت مامون کا لقب زمانہ خلافت اور معتصم کا ابتدائی دور خلافت رہا۔ آپ کی والدہ ام ولد تھیں اسم گرامی سکینہ تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسم گرامی پہلے وڑھ تھا پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کا نام خیرزان رکھا آپ کا تعلق قبیلہ نوبیہ سے تھا۔ آپ کا لقب ثقی منتخب جواد اور ثقی ہے۔ آپ کو ابو جعفر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ اور ۲۲ھ کی ابتداء میں معتصم نے آپ کو مدینہ سے بغداد بلایا آپ نے وہاں قیام فرمایا اور وہیں اسی سال ذی الحجہ کی آخری تاریخوں میں وفات پائی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ زہر سے شہید ہوئے آپ نے

اپنی اولاد میں دو فرزند حضرت امام علی الثقی علیہ السلام اور موسیٰ تھے ان کے علاوہ تین دختران حکیمہ و خدیجہ اور ام کلثوم چھوڑیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے دختران میں فاطمہ و امیرہ دو لڑکیاں چھوڑیں ان کے سوا آپ کے اور کوئی اولاد نہ تھی۔

۳) نقش خاتم

فصول المہدیہ میں ہے کہ حضرت امام محمد ثقی علیہ السلام کا رنگ مستدل گورا تھا آپ کا نقش خاتم "نصیر القادر اللہ" تھا۔

۴) لقب ثقی کی وجہ تسمیہ

امام محمد بن علی یعنی ثقی جواد کا لقب ثقی اس لئے ہو گیا کہ آپ اللہ سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ علاوہ بریں ایک مرتبہ مامون رات کے وقت نشتر میں چور آپ کے پاس آیا اور اپنی تلوار سے آپ پر وار کیا اور سمجھ لیا کہ میں نے کو قتل کر دیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مامون کے شر سے بچالیا۔

۵) القاب

مناقب میں مذکور ہے کہ آپ کا اصلی نام محمد تھا کینت ابو جعفر اور کینت خاص ابو علی تھی آپ کے القاب مختار ثقی، متوکل، متقی، زکی، ثقی، منتخب، قانع جواد اور عالم ہے۔ (مناقب)

۶) کینت

محمد بن طلحہ نے کشف الغم میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام محمد ثقی علیہ السلام کی کینت ابو جعفر ہے اور آپ کے دو لقب ہیں قانع اور ثقی حافظ عبد العزیز کا بیان ہے کہ آپ کا لقب جواد بھی ہے۔ (کشف الغم جلد ۲ ص ۱۸۱)

۷) وقت ولادت کلمہ شہادتیں

حکمر بنت حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب خیرزان یعنی حضرت امام ابو جعفر محمد ثقی جواد علیہ السلام کی والدہ کے وہاں ولادت قریب ہوئی تو امام رضا علیہ السلام

نے مجھے علیا اور زینب علیہما السلام حکیمہ تم بچے کی ولادت کے وقت موجود رہو اور نیرزان اور قابل کو لے کر اس حجرہ میں چلی جاؤ اور آپ نے وہاں ایک چراغ روشن کر دیا اور ہم لوگوں کو اس حجرے میں داخل کر کے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ جب نیرزان کو درد نہ عارض ہوا تو چراغ گل ہو گیا نیرزان کے آگے ایک طشت رکھا ہوا تھا۔ مجھے چراغ کے بجھنے کی بڑی فکر ہوئی ابھی ہم لوگ اس فکر میں تھے کہ حضرت ابو جعفر امام تقی علیہ السلام اس طشت میں توڑ ہو گئے آپ کے اوپر کپڑے کی طرح ایک چیز لپیٹی ہوئی تھی اور اس سے ایسا نور سا طبع ہو رہا تھا کہ سارا حجرہ روشن ہو گیا۔ جب ہم نے یہ دیکھا تو انہیں اٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا اور ان کے اوپر چڑھا ہوا پردہ مٹایا۔ اتنے میں حضرت امام رضا علیہ السلام تشریف لائے آپ نے دروازہ کھول دیا اور ہم لوگ امد ولادت سے فارغ ہو چکے تھے آپ نے بچے کو اپنی آغوش میں لے لیا اور اسے گوارے میں لٹا کر مجھ سے فرمایا اے حکیمہ تم اس گوارے کے پاس ہی رہنا۔

حکیمہ کا بیان ہے کہ ولادت کے تیسرے دن حضرت امام محمد تقی جو علیہ السلام نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پھر داہنے جانب پھر بائیں جانب پھر بولے اشہدان لا الہ الا اللہ اشہدان محمد رسول اللہ۔ یہ سن کر میں بہت ڈری اور وہاں سے اٹھ کر ابو الحسن علیہ السلام کے پاس آئی اور عرض کیا اس بچے سے تو آج عجیب بات دیکھنے میں آئی ہے آپ نے فرمایا دیکھا؟ میں نے سارا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے حکیمہ لوگ اس بچے کے اس سے بھی زیادہ عجائبات دیکھیں گے۔

مناقب ص ۳۹۶

ابن ہرملی فقیہ نے تاریخ ابی شجاع وزیر کے تتمہ میں تحریر کیا ہے کہ جب ان لوگوں نے مقابر قریش کو کھودنا شروع کیا اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی تقی جو علیہ السلام کی قبر کھودنے کی باری آئی تاکہ ان کی لاش قبر سے نکال کر مقابر محمد میں منتقل کر دیا جائے۔ تو کچھ ایسے معجزات ظاہر ہوئے کہ قبر کھودنے کی ہمت نہ ہو سکی

مناقب ص ۳۹۶

کتاب اقبال الاعمال میں ماہ رمضان کے ہر روز دعائیں یہ ہے کہ پروردگار تو اپنی رحمت نازل فرما محمد بن علی امام المسلمین پر اور دُعا عذاب نازل کر اس شخص پر جو آپ کے قتل اور خون بہانے میں شریک ہوا یعنی معتصم۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ جبکہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ دنیا میں رہے تو اسے وہ اپنی طرف منتقل کر لیتا ہے۔

ایک توفیق برآمد ہوئی جس میں یہ تحریر تھا کہ پروردگار میں تجھ سے ماہِ حج کے دو مولود محمد بن علی ثانی اور ان کے فرزند علی بن محمد المنتجب کے واسطے سے دعا کرتا ہوں۔

⑧ اخبار العلوم

ہارون بن فضل سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں روزِ حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام نے وفات پائی میں نے حضرت امام علی تقی علیہ السلام کو دیکھا آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام نے وفات پائی دریافت کیا گیا کہ آپ کو کیوں معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا میرے پاس موت اللہ کی طرف سے ایک نیا فرشتہ آیا تھا اور اس سے پہلے وہ کبھی نہیں آیا تھا۔

اصول کافی جلد ۱ ص ۲۵۵

محمد بن یحییٰ نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام کے ایک دوودھ شریک بھائی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک فریقہ حبیب کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام بغداد میں تھے۔ حضرت امام ابو الحسن علی تقی علیہ السلام اپنے موب ابو ذریا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور لوح پر کچھ لکھا ہوا پڑھ رہے تھے کہ ایک بیگ لڑنے لگے۔ ابو ذریا نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اور کہا میں گھر کے اندر جاننا چاہوں ابو ذریا نے کہا بسم اللہ۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور گھر کے اندر سے رونے اور چیخنے کی آواز بلند ہوئی۔

پھر جب آپ باہر تشریف لائے تو ہم لوگوں نے گریہ و زاری کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا ابھی ابھی میرے پیر بزرگوار نے وفات پائی۔ ہم نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا وہ تو فرمادیں فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نیا فرشتہ میرے پاس آیا اس سے پہلے میں نے کبھی اس کو دیکھا تھا اس سے معلوم ہوا کہ میرے پیر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ ہم نے وہ وقت وہ دن اور وہ مہینہ یاد رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ واقعاً حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے اسی وقت اسی دن اور اسی مہینہ میں رحلت فرمائی تھی۔

ابو مسافر نے حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس شب میں آپ کا انتقال ہونے والا تھا آپ نے فرمایا میں کچھ شب رحلت کر جاؤں گا اس کے بعد فرمایا ہم گروہ اہلبیت میں سے کسی کے لئے جب اللہ کی مرضی نہیں ہوتی کہ آپ وہ دنیا میں رہے تو اسے وہ اپنی طرف منتقل کر لیتا ہے۔

حسن بن علی دشنام کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ابو الحسن علی نقی
 علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے والد کی پھوپھی کی آنکھوں میں بیٹھ گئے مگر بہت محزون
 و غمگین تھے۔ انہوں نے پوچھا بات کیا ہے؟ فرمایا ابھی میرے والد کا انتقال ہو گیا
 ان معتمد نے کہا نہیں ایسا نہ کہو۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ایسا ہی ہے جیسا میں نے کہا ہے
 یہ سنی کر وہ وقت اور تاریخ لکھی اور بعد میں جب آپ کے انتقال کی خبر آئی تو آپ کے
 بتائے ہوئے وقت کے بالکل مطابق تھی۔ (عیون السعادت)

⑨ — وجہ انتقال

عیون المعجزات میں قیوم ہے کہ جب حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام اپنی
 زوجہ ام الفضل بنت مامون کے ساتھ حج کے ارادے سے چلے تو آپ کے فرزند امام ابو الحسن
 علی نقی علیہ السلام بھی ساتھ تھے وہ ابھی بہت کم سن تھے۔ پھر آپ نے ان کو مدینہ میں ہی
 چھوڑا بزرگوں کے تبرکات اسلئے وغیرہ ان کے حوالے کئے۔ اور اپنے موقوف اصحاب کے سامنے
 ان کی نیابت و امامت پر نص فرمائی اور پھر اپنی زوجہ ام الفضل بنت مامون کو ساتھ لے کر
 ہوئے عراق واپس آئے۔ ادھر مامون روم کی طرف گیا ہوا تھا وہاں مقام بدریوں میں ملے جب
 ۱۸۱ھ میں انتقال کر گیا۔ یہ حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کی امامت کا ستر ہوا
 سال تھا۔ اور معتمد ابو اسحاق محمد بن ہارون کی شعبان ۲۱۸ھ میں بیعت کی گئی۔

پھر معتمد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے قتل کے لئے مختلف تدبیریں
 کرنے لگا چنانچہ اس نے آپ کی زوجہ ام الفضل بنت مامون کو ایسا اعتماد میں لے لیا اور کہا
 کہ انہیں زہر دے دو اور اسکی وجہ یہ تھی کہ معتمد جانتا تھا کہ ام الفضل امام محمد تقی علیہ السلام سے
 خوش نہیں ہے۔ کیونکہ آپ امام علی نقی علیہ السلام کی والدہ کو اس پر نفیست دیتے تھے اور
 دربر ہی وجہ یہ کہ ام الفضل کے کوئی اولاد نہ تھی یہ بھی اس کے حسد کا سبب تھا۔ بہر حال اس
 نے معتمد کی بات مان لی اور لڑکی انگوروں میں زہر پوست کے کسے آپ کے سامنے رکھا اور
 آپ نے انگور کھائے تو اب ام الفضل کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی اور رونے لگی۔ آپ
 نے فرمایا کیوں روتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایسے عذاب اور ایسی بلا میں مبتلا کرے گا کہ جس
 سے مجھے نجات نہ ملے گی۔ آپ کی بردہا سے اس کی شرم گاہ کے مقام پر ناسور ہو گیا۔ اس کے
 علاج میں اپنے اپنی ساری دولت صرف کر دی یہاں تک کہ دوسروں سے مدد چاہنے لگی مگر اسی

مرض میں اس کا انتقال ہو گیا۔
 حضرت امام محمد تقی علیہ السلام روز سہ شنبہ ۱۲۰ھ کو رحلت
 فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر چوبیس سال چند ماہ تھی۔ اس لئے کہ آپ کی ولادت ۱۲۵ھ میں ہے۔
 روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو آپ کی زوجہ ام الفضل
 بنت مامون نے زہر دے دیا تو آپ نے اُسے بردہا دی کہ تو ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ جس
 کی کوئی دوا نہ ہو سکے۔ اس کے نتیجہ میں وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوئی کہ مختلف اطباء سے علاج
 کرایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اسی مرض میں مر گئی۔

(مناقب آل ابی طالب ص ۳۱۱)

مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ جب معتمد نے عمان حکومت سنبھالا تو
 حضرت امام محمد تقی جو ام الفضل علیہ السلام کے حالات کی خبریں لگ گیا۔ چنانچہ اس نے عبدالملک
 کو حکم نامہ بھیجا کہ امام محمد تقی جو ام الفضل علیہ السلام اور ام الفضل کو میرے پاس روانہ کر دو۔ اس
 کام پر علی بن یقین کو مامور کیا گیا۔ اس نے آپ کا سامان سفر درست کیا اور آپ نے مدینہ
 سے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ جب آپ بغداد پہنچے اس نے آپ کی بہت تعلیم و تکریم کی پھر
 اشناس کے ہاتھوں بہت سے تحفے آپ کے لئے اور ام الفضل کے لئے روانہ کئے
 اس کے بعد اس نے اشناس کے ہاتھوں چکوتے کا تیار کیا ہوا شربت بھیجا اور اشناس
 کہلایا کہ یہ شربت امیر المومنین خود بھی نوش فرما چکے ہیں اور ان سے پہلے احمد بن ابی داؤد
 سعید بن غضیب بلکہ دیگر مشاہیر بھی اس کو استعمال کر کے دیکھ چکے ہیں۔ بہت عمدہ ہے
 اور بچکے لئے بھی حکم ہے کہ برف کے پانی کے ساتھ ابھی ابھی پی لیں۔ آپ نے فرمایا میں
 رات کو پیوں گا۔ اشناس نے کہا یہ ایسے تھلائی مفید ہے گا۔ آپ نے شام تک رکھیں گے تو
 برف پگھل جائے گی اور نفع جاتا رہے گا۔ لہذا اسے ابھی ابھی پی لیں۔ جب اشناس نے
 بہت امر کر لیا تو آپ نے یہ جانتے ہوئے کہ ان کا ارادہ کیا ہے۔ وہ شربت پی لیا۔ جو آپ
 کے انتقال کا سبب بنا۔

⑩ — شبیر موسیٰ و علی

کلمہ بن عمران سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا
 علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عطا فرمائے
 آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک فرزند عطا کرے گا وہی میرا وارث ہوگا۔ پھر جب حضرت

ابو جعفر علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو حضرت ام رضا علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میرا ایک فرزند پیدا ہوا ہے جو حضرت موسیٰ سے مشابہ ہے وہ بھی دریا کو شکافہ کرنے والا ہے وہ حضرت عیسیٰ سے بھی مشابہ ہے اس کی ماں بھی ویسی ہی پاک و مقدس ہے جیسی مادر عیسیٰ وہ بھی حضرت مریم کی طرح ظاہر و مطہر ہے۔ پھر حضرت ام رضا علیہ السلام نے فرمایا مگر وہ ظلم سے شہید کیا جائے گا۔ اس پر اہل آسمان گریہ کرنے لگے۔ اس کے دشمن اور اس پر ظلم کرنے والے پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ اور اس کے دشمن کو جہنم دوزخ ہی میں اللہ تعالیٰ عذاب الیم میں مبتلا کرے گا اس پر سخت عتاب کرے گا۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام لات بھرا پنے گہوارہ میں تسبیح و تحلیل میں مشغول رہا کرتے تھے۔

۱۱۔ کسمی میں خطبہ اول

حضرت امام محمد تقی ہوا علیہ السلام کا رنگ بے حد گندمی تھا جس وقت آپ کا سن صرف پچیس ماہ کا تھا۔ آپ مکہ میں تھے۔ لوگ پہچان نہ سکے کہ یہ کس خاندان کے ہیں تو قیافہ شناسوں کے پاس لے گئے۔ قیافہ شناس آپ کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑے اور لیل اٹھے لائے جو تم لوگوں پر اسے نہیں پہچانتے اس جگہ راستے اور نور و روشن گوہم لوگوں کے پاس پہچاننے کے لئے لائے ہو؟ یہ تو خدا کی قسم ایک پاک و طاہر حسب و نسب والا بچہ ہے۔ یہ روشنی ستاروں کے صلب اور پاک و طاہر رحم سے پیدا ہوا ہے۔ خدا کی قسم یہ سچو ذریت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نسل علی علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسری نسل کا ہو ہی نہیں سکتا۔ اگرچہ اس وقت آپ کا سن صرف پچیس ماہ کا تھا مگر آپ کی زبان تلواریں سے بھی زیادہ تیز چلنے لگی۔ آپ یوں گویا ہوئے۔

”اے خدا کا شکر جس نے ہمیں اپنے نور سے پیدا کیا۔ اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں منتخب فرمایا اور ساری مخلوق میں اپنی وحی کا امین بنایا۔ ایہا الناس بشنو من محمد بن علی الرضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی مستبیر العابدین ابن حسین شہید ابن امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب مولدین نسل فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ علیہم السلام سے ہوں میرے حسب و نسب کو تم نے نہیں پہچانا اور اللہ تعالیٰ اور میرے جد بزرگوار کے متعلق تم نے شک کیا اور مجھے پہچاننے کے لئے قیافہ شناس کے پاس لائے۔ خدا کی قسم مجھے اسنے قیافہ شناسوں سے زیادہ ان کے اسرار و رموز کو جانتا ہوں۔ خدا کی قسم میں تمام انسانوں

میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ میں تم کہتا اور سچ بولتا ہوں اللہ تعالیٰ نے یہ علم ہم لوگوں کو تمام مخلوقات کی خلقت سے پہلے اور آسمان اور زمینوں کے بنانے سے پہلے ہی عنایت کر دیا ہے۔“

”خدا کی قسم اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ اہل باطل اور گمراہ نسل کفر ہم پر حملہ آور ہو جائے گی اور اہل شرک و فحشاء ہم پر ٹوٹ پڑے گی تو میں ایسی ایسی باتیں بناتا جسے لشکر اولمیں و آخرین حیرت میں پڑ جاتے۔ اس کے بعد خود آپ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ دیا اور فرمایا اے محمد تم بھی خاموش رہو جس طرح تمہارے آباؤ کے کلام خاموش ہے۔ تم بھی صبر کرو جس طرح رسولان اولی العزم نے صبر کیا۔ جلدی نہ کرو ان لوگوں سے جس چیز کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ عنقریب دیکھ لیں گے۔ اور اس میں ایک پہر دن سے زیادہ وقت نہیں لگے گا اور اس وقت سوائے ناسق قوم کے کوئی اور ہلاک نہ ہوگا۔“

اس کے بعد آپ کے پیلو میں ایک شخص تھا اس کی طرف بڑھے اس کا ہاتھ پکڑا جمیع آپ کو راستہ دینے کے لئے پھینکا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس جمیع میں بڑھے بڑھے حلیل القدر بزرگوں کو دیکھا کہ وہ آپ کو حیرت سے دیکھ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ ”واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ“ خدا توب جانتا ہے کہ وہ اپنے بیٹا کا امین کس کو بتلائے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان بزرگوں کے متعلق پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ اولاد عبدالطلب اور بنی ہاشم کے اکابر و بزرگ ہیں۔

جب اس واقعہ کی خبر خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کو پہنچی تو آپ نے فرمایا ”الحمد للہ“ پھر راریہ قیظہ کا تذکرہ کیا اور فرمایا اور اللہ کا شکر ہے کہ اسنے میرے فرزند محمد بن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فرزند ابراہیم کا اسوہ پیدا کیا۔

(مناقب آل ابی طالب جلد ۱ ص ۳۸۷)

تصویب امیر رضا علیہ السلام

1

جعفر بن محمد زنفلی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امیر رضا علیہ السلام قنطرہ ابرق میں تشریف فرما تھے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر قربان لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کے پیر پر زنگار زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اللہ ان پر لعنت کرے اگر وہ زندہ ہوتے تو زندان کی میراث تقسیم ہوتی اور نہ ان عورتیں دوسرا نکاح کر میں خدا کی قسم انہوں نے بھی موت کا ذائقہ اسی طرح چکھا جس طرح حضرت علی ابن ابی طالب نے ذائقہ موت چکھا ہے۔ میں نے عرض کیا اچھا پھر آئندہ کے متعلق میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا تم میرے بعد میرے فرزند محمد کے دامن سے متمسک رہنا اور وہ گیا میں تو میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جہاں سے واپس نہ آؤں گا۔

محمد بن ابی عماد جس کو فضل بن سہل نے حضرت امیر رضا علیہ السلام کا مقرر کیا تھا اس کا بیان ہے کہ حضرت امیر رضا علیہ السلام جب اپنے فرزند محمد کا تذکرہ کرتے تو گریہ فرماتے اور کہتے کہ میرے فرزند ابو جعفر نے مجھے یہ خط لکھا اور میں نے اپنے فرزند ابو جعفر کو یہ خط لکھا جب کہ وہ بالکل کمسن تھے اور میرے پاس تھے۔ آپ اپنے فرزند کو اپنے خط میں بھی تعظیم ساتھ خطاب کرتے اور ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کا خط بھی آپ کے نام انتہائی نصیب و ہوا کرتا تھا۔ میں نے حضرت امیر رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو جعفر میرے بعد میرے وصی اور میرے اہل خاندان میں میرے نائب و خلیفہ ہیں۔

بزنفلی سے روایت ہے کہ ابن نجاشی نے مجھ سے پوچھا بتاؤ تمہارے امیر کے پیر کو کون امام ہوگا؟ یہ سن کر میں حضرت ابو الحسن رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابن نجاشی کا یہ سوال آپ کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا میرے بعد میرا فرزند امام ہوگا۔ پھر فرمایا کیا میں اتنی جرات ہے جو کہ کہے کہ میرا فرزند ہوگا جب کہ اس کے کوئی فرزند نہ ہو۔
(غیبۃ الشیخ ص ۵۲)

مناقب میں بھی بزنفلی سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(مناقب جلد ۲ ص ۲۰۰)
اسلام الہدیٰ میں بھی بزنفلی سے اسی کے مثل روایت ہے۔ کافی جلد ۱ ص ۱۰۰
پھر یحییٰ بن یحییٰ بن نعمان بصری سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ابن جعفر بن محمد کو حسن بن حسین بن علی بن الحسن سے گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ آٹھ ماہ کے

انہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر ابو الحسن علی رضا علیہ السلام کی اس وقت مدد کی جہاں ان کے بھائیوں اور چچاؤں نے آپ کی مخالفت کی اور اس کے بعد ایک طویل حدیث بیان کی جس کے آخر میں یہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں قبیلہ نزیبہ کی اس منتخب اور پاک کینز کے فرزند پر جس کی نسل سے وہ فرزند پیدا ہوگا جو آوارہ وطن ہونے کے علاوہ دشمنان سے اپنے آباؤ اجداد کے خون کا انتقام لے گا صاحب خبیث ہوگا۔ لوگ یہ سمجھیں گے کہ وہ بچکا ہے یا اس وادی میں ہلاک ہو گیا ہوگا جہاں وہ وطن چھوڑ کر گیا تھا میں نے عرض کیا آپ نے صحیح فرمایا اور میں نے اس میں اٹھا اور حضرت امام محمد تقی جو علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ میرے امیر ہیں۔ میرے (اس جملے پر حضرت امیر رضا علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

(الاشادہ ص ۱۱۱ کافی جلد ۲ ص ۲۲۲)
معربین غلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر رضا علیہ السلام کے سامنے کسی بات کا ذکر آیا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ تمام لوگوں کو اس کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ابو جعفر محمد تقی جو ادھر ہیں جن کو میں نے اپنی جگہ بٹھا دیا ہے یا جانستین بنا دیا ہے پھر فرمایا ہم اہل بیت میں چھوٹے بڑوں کی میراث بالکل ہو بھولتے ہیں۔

(الارشاد ص ۱۱۱)
یحییٰ بن جبیب زیات سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص جو حضرت امیر رضا علیہ السلام کے پاس تھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ جب لوگ جانے لگے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا تم لوگ جا کر (میرے فرزند ابو جعفر سے ملاقات کرنا ان کو سلام کرنا اور ان سے تجدید عہد کرنا اور جب لوگ چلے گئے تو آپ میری طرف متوجہ ہو کرے اور فرمایا اللہ تم کو مفضل پر بغیر کچھ کہے ہوئے بھی اس کے لئے (اشارہ) کافی تھا۔

(ارشاد ص ۱۱۱ کافی جلد ۲ ص ۲۲۲)
محمد بن جریر نے بھی ہمارے بعض اصحاب سے اسی طرح کی روایت ہے۔
(رجال کشی ص ۱۰۰ تحت رقم ص ۱۵۰)

حمد ویر دار اہم نے محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے مسافر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو الحسن علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ ابو جعفر محمد تقی جو ادھر سے ملو وہ تمہارے امیر ہیں۔
(رجال کشی تحت رقم ص ۱۰۰)

مولود مسعود

۲

بزنفلی سے روایت ہے کہ ابن نجاشی نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارے (اس امام

کے بعد کون امام ہوگا۔ اس لئے کہ ان کے کوئی فرزند نہیں (میں یہ چاہتا ہوں کہ تم یہ بات اپنے امام سے پوچھ کر مجھے بتاؤ۔ چنانچہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا سنو میرے بعد امام میرا فرزند ہوگا اور کیا کسی میں یہ جرات ہے جو یہ کہے کہ میرا فرزند امام ہوگا۔ جب کہ اس کا کوئی فرزند بھی نہ ہو۔ اور واقعاً ابھی حضرت ابو جعفر علیہ السلام پیدائے نہیں ہوئے تھے۔ مگر چند ہی دن گزرے تھے کہ پیدا ہوئے۔

(کافی جلد ۱ ص ۱۲۲ ارشاد ص ۲۹)

یہ بھی صنعانی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مکہ میں ہم لوگ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کی لالچھیل کر حضرت ابو جعفر علیہ السلام کو کھلا ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان یہ ہیں آپ کے مولود مسعود فرمایا ہاں لے سچینی یہ وہ مولود ہے کہ جس کا مثل اسلام میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔ یہ ہمارے شیعوں کے لئے بڑا بابرکت مولود ہے۔

محمد بن عربین رفات نے ابن قیاما سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ کس وقت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ فرزند عطا کیا ہے جو میرا بھی وارث ہوگا اور آل داؤد کا بھی وارث ہوگا۔ ابن اسباط و جابر بن اسماعیل دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کے فرزند حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام تشریف لائے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا ماشا اللہ یہ بچہ بہت مبارک ہے آپ نے فرمایا ہاں یہ وہ مولود ہے کہ اسلام میں اس زیادہ بابرکت کوئی اور بچہ پیدا نہیں ہوا۔

حسین بن یسار کا بیان ہے کہ ابن قیاما واسطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ایک خط لکھا اور اس میں یہ تحریر کیا کہ آپ کیسے امام ہو سکتے ہیں آپ کے تو کوئی فرزند ہی نہیں اور جو آپ کے اس سلسلہ کو بٹھائے حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس کو جواب میں تحریر کیا۔ مجھے کیسے معامد کر میرے کوئی فرزند ہوگا، خدا کی قسم چند ہی دنوں میں اللہ مجھے ایسا فرزند دینے والا ہے جو حق و باطل میں فرق پیدا کر دے گا۔

(ارشاد ص ۲۹ کافی جلد ۱ ص ۱۲۲)

ابو یحییٰ صنعانی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے اپنے فرزند ابو جعفر کو لایا وہ اس وقت بچے تھے۔ آپ نے فرمایا دیکھو یہ بچہ بچہ ہے کہ اس سے زیادہ بابرکت کوئی اور بچہ ہمارے شیعوں کے لئے نہیں ہے۔ ارشاد ص ۲۹ کافی جلد ۱ ص ۱۲۲

۳۔ نبوت و امامت کیلئے عمر کی قید نہیں

ابن اسباط سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر محمد تقی جو علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تو میں ان کی طرف اور ان کے سر اور پاؤں کی طرف دیکھنے لگا تاکہ میں اہل مصر سے آپ کا علیہ بیان کر سکوں۔ پھر جب بیٹھ گئے تو فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ نے اس طرح نبوت کی کچھ علامتیں رکھی ہیں اس طرح امامت کی بھی کچھ علامتیں رکھی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ کے متعلق فرماتا ہے (سورہ مریم نمبر ۱۸ میں نے پیچن میں ان کو نبوت مطلق کی دیگر انبیاء کے لیے ارشاد ہے۔

سورہ الاتقان آیہ ۱۶ جب وہ سبکی کو پہنچے اور سن چالیس سال کا ہو گیا۔ ان دونوں آیتوں کے پیش نظر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی کو اللہ پیچن میں ہی نبی یا امام بنا دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ چالیس سال کے بعد بنائے۔

صنعانی بن یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا۔ حضرت تقی جوادی کی ولادت سے پہلے میں آپ سے پوچھا کرتا تھا اور فرمایا کرتے کہ اللہ مجھے بھی ایک بیٹا دے گا۔ لیجئے اللہ نے آپ کو فرزند دیا جسے دیکھ کر ہم لوگوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملی۔ اول تو اللہ آپ ہی کو بانی کوئی بھادرن نہ دکھائے لیکن اگر وہ ہونے والی بات ہو ہی جائے تو ہم لوگ کس کی طرف رجوع کریں؟ آپ نے حضرت ابو جعفر محمد تقی جوادی کی طرف اشارہ کیا جو آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ابھی تو یہ صرف تین سال کے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس سے کیا فرق بڑا ہے۔ حضرت عیسیٰ تو تین سال سے بھی کم عمر میں نبی بن گئے تھے۔

ارشاد ص ۲۹ کافی جلد ۱ ص ۱۲۲

خیرانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس کھڑا تھا کہ ایک شخص نے آپ نے پوچھا۔ بولا اگر خدا نخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا تو پھر ہم کس کی طرف رجوع کریں؟ آپ نے فرمایا میرے فرزند ابو جعفر کی طرف، اور پوچھنے والا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے حضرت ابو جعفر علیہ السلام کو کسی کی وجہ سے قابل امامت نہیں سمجھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو رسول اور صاحب شریعت اس وقت بنایا جب وہ میرے فرزند ابو جعفر سے بھی زیادہ کم سن تھے۔

(کافی جلد ۱ ص ۱۲۲) (الارشاد ص ۲۹)

ابراہیم بن ابی مسعود سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ طوس میں حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کے پاس پشت کھڑا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر آپ سے پوچھا کہ اگر آپ کو خدا نخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے تو پھر کس کی طرف رجوع کیا جائے؟ آپ نے فرمایا میرے فرزند محمد کی طرف سوال کرنے والا حضرت امام محمد تقی جواد کو بہت کم تر سمجھ کر ناقابلِ امامت سمجھ رہا تھا۔ حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو نبی اور صاحب شریعت بنایا اس وقت ان کا بھی سن نہ تھا جتنا میرے فرزند ابو جعفر محمد تقی جواد کا ہے جو اس وقت حافظ شریعت بن رہا ہے۔

عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ ایک بار ہم اور صفوان بن یحییٰ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے سامنے آپ کے فرزند ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کھڑے تھے جن کا سن ابھی تین سال کا تھا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا اگر خدا نخواستہ آپ کو کوئی حادثہ ہو جائے تو پھر آپ کے بعد امام کون ہو گا؟ آپ نے فرمایا یہ میرا فرزند اور یہ کہہ کر آپ نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا ہم لوگوں نے عرض کیا۔ اس کسنی میں امام؟ آپ نے فرمایا ہاں اسی کسنی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اس وقت مبعوث کیا جب وہ فقط دو سال کے تھے۔ (پھر یہ تو تین سال کے ہیں۔)

۴) نص امام موسیٰ بن جعفر

ابن سنان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے علق جانے سے پہلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں آپ کے فرزند حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے محمد اس سال ایک حادثہ رونما ہو گا مگر تم اس سے پریشان نہ ہونا میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان وہ کیا ہو گا یہ کہہ کر تو آپ نے مجھے حلق میں مبتلا کر دیا۔ فرمایا مجھے اس ظالم کے پاس جانا بیشب کا مگر نہ وہ مجھے گزند پہنچا سکے گا نہ اس کے بعد آنے والا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان کیا ہو گا؟ فرمایا اللہ ظالم کو گرا ہی پر چھوڑ دے گا اور اللہ جو چاہے لگا کرے گا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان وہ کیا کرے گا؟ فرمایا کہ جو شخص میرے

فرزند کے حق پر ظالمانہ قبضہ کرے گا اور میرے بعد اس کی امامت سے انکار کرے گا وہ اس شخص کے مانند ہو گا جس نے حضرت علی ابن ابی طالب کے حق پر ظالمانہ قبضہ کیا اور ان کے حق سے انکار کیا بعد وفات رسول۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو اس کے حق کو تسلیم کروں گا اور اس کی امامت کا اقرار کروں گا۔ فرمایا اے محمد تم نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تمہاری عمر بڑھائے گا اور تم اس کے حق کو تسلیم کرو گے۔ میں نے عرض کیا وہ کون ہو گا؟ آپ نے فرمایا اس کا فرزند محمد ہو گا میں نے عرض کیا میں خوشی خوشی اسے تسلیم کروں گا۔ حال کشی میں بھی محمد بن سنان سے اسی کے مثل روایت ہے۔

۵) ایک وقت میں دو امام

ابن قیام واسطی جو واقعی الاقتاد شخص تھا اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ کیا ایک وقت میں دو امام ہو سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر ایک زمانہ میں اگر دو بے تو ایک صامت و خاموش ہو گا اور باطل میں نے کہا تم آپ باطل امام ہیں آپ کے ساتھ کوئی صامت امام نہیں؟ فرمایا ہاں مجھے اللہ فرزند ہے گا۔ جو حق والی حق کی حقانیت کو ثابت کرے گا اور باطل و باطل کے خیالات کو مٹا دے گا یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ کے کوئی فرزند نہ تھا اور اس کے ایک سال بعد حضرت ابو جعفر محمد تقی جواد علیہ السلام پیدا ہوئے۔

عمر وید بن نصیر نے حسن بن موسیٰ سے انہوں نے ابن ابی نجران سے انہوں نے حسین بن یسار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم اور ابن قیام نے مقام مر یا پر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ملاقات کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی اور کہا تم لوگ بھی اپنی حاجتوں سے فارغ ہو لو۔ تو حسین بن قیام نے سوال کیا یہ بتائیں کہ زمین کبھی امام سے خالی رہے گی؟ آپ نے فرمایا نہیں ابن قیام نے پوچھا اچھا یہ بتائیں کہ بیک وقت دو امام ہو سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن اگر دو ہوں گے بھی تو ایک صامت اور خاموش ہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ امام نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا تجھے یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں امام نہیں ہوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ آپ کے کوئی فرزند نہیں امامت اولاد میں چلتی ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم خدا ہی دن بعد میرے صلب سے ایک فرزند پیدا ہو گا۔ وہ میرا قائم مقام ہو گا۔ وہ حق کو حق ثابت کرے گا اور باطل کو مٹا دے گا۔

۶۔ پشت پر مہر امامت

حسن بن چہم کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام خدمت میں حاضر تھا آپ نے اپنے فرزند کو بلا یا تو ابھی بچے تھے انہیں اپنی آغوش میں بٹھایا مجھ سے فرمایا ذرا اس کی قمیض اتارو میں نے قمیض اتاری تو فرمایا ذرا اس کے دونوں کندھے کے درمیان پشت پر دیکھنا۔ میں نے دیکھا تو ایک شانے پر مہر کے مانند گوشت کا اندر ایک نشان سا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم یہ دیکھ رہے ہو ایسا ہی نشان اسی مقام پر پدر بزرگوار کے شانے پر بھی تھا۔

(کافی جلد ۳۱ ص ۲۹۸ ارشاد ص ۲۹۸)

۷۔ تفویض امامت

بزرگوار سے روایت ہے کہ ہم لوگ عمرہ کی نیت سے چلے تو راستے میں حضرت ابوالبرہم علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان کیا تھا کہ بارے میں چہاں ہم لوگ اس وقت ہیں کچھ آپ کو یاد ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تمہیں بھی یاد ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں اور میرے والد کی ملاقات آپ سے اسی مقام پر ہوئی آپ حضرت ابوالبرہم علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اور آپ کے دیگر بزرگان بھی آپ کے ساتھ تھے میرے والد نے حضرت ابوالبرہم علیہ السلام سے عرض کیا تھا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ سب کے سب آئمہ ہیں اور پاک ہیں۔ لہذا آپ کچھ ارشاد فرمادیں تاکہ میں اپنے ورثہ کو کہہ جاؤں تاکہ وہ گمراہ نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ اے ابوالبرہم سنو۔ یہ سب میری اولاد ہیں مگر یہ ان سب کا سردار ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کے پاس حکم و فہم ہے جی آپ لوگوں کو فروختی ساس کے پاس سخاوت و سخاوت ہے اور ہر وہ شے ہے جن میں ہم لوگ اپنے دینی اور دنیاوی امور میں اختلاف کرتے ہیں ان میں حسن خلق ہے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک ہے یہ اللہ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اس میں ہر شے خیر اور خوبی موقوف ہے۔

میرے والد نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اسی کے صلب سے اس امت کا خوش اس کا خلیفہ اس کا علم اس کا نور پیدا کرے گا۔ یہ بہترین مولود ہے اس کی وجہ سے آپس کی خونریزی ختم ہوگی۔ باہم صلح ہو جائے گی افتراق اتحاد سے بدل جائے گا۔

لوگوں کو تن ڈھکنے کے لئے کپڑا اور پیٹ بھرنے کیلئے روٹی ملے گی۔ خوف و ہراس دور ہوگا۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بادل کو برسائے گا۔ اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔ یہ ہر پیر و جوان سے بہتر ہوگا۔ اس کی گفتگو پر ادھکرت اس کی خاموشی پر اڈلم ہوگی لوگوں کے درمیان جس مسئلہ میں اختلاف ہوگا اس کو واضح کرے گا۔ وہ سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنے قبیلہ و خاندان کا دربار شمار کیا جائے گا۔

میرے والد نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ بتائیں کہ کیا اس کے کوئی فرزند ہوگا کہ جس سے اس کے بعد یہ سلسلہ چلے؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر پھر اس کے بعد سلسلہ کلام منقطع ہو گیا تھا

بزرگوار کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جس طرح آپ کے پدر بزرگوار نے بتایا تھا آپ بھی بتائیں۔ آپ نے فرمایا دراصل بات یہ ہے کہ میرے پدر بزرگوار کا زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے۔ میں نے عرض کیا جو شخص آپ کی اس بات پر راضی و خوش بند ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوالبرہم علیہ السلام مسکرائے پھر فرمایا اے ابوالبرہم عمار اچھا اب میں تمہیں بتاتا ہوں۔ تو سوچو جب میں اپنے گھر سے نکلا تو میں نے اپنے فلاں فرزند کو اپنا واقعہ وصی بنایا مگر نگاہ ہراس میں اپنی اور اولادوں کو بھی شریک کر دیا۔ مگر یہ باطن میں نے صرف اسی کو وصی بنایا۔ سنو اگر یہ وصی بنانا میرے اختیار میں ہوتا تو میں قاسم کو اپنا وصی بناتا اس لئے کہ مجھے اس کا زیادہ انس و محبت ہے مگر یہ سب حکم خدا سے ہوتا ہے وہ جسے چاہے یہ عہدہ سپرد کرے اور اس حکم خدا کی نبردینے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں میرے پاس آئے تھے۔ مجھے انہوں نے میرے وصی و جانشین کی نشاندہی کر دی اور یہ بھی بتلادیا کہ اس کے بعد کون ہوگا اور ہم لوگوں کا یہ اصول ہے کہ جب تک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لاکر بتلا نہیں جاتے ہم لوگ کسی کو اپنا وصی یا نائب نہیں بناتے۔

چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں آپ کے پاس ایک انگوٹھی۔ ایک تلوار ایک عصا ایک کتاب اور ایک عمامہ ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا عمامہ الہی سلطنت کی نشانی ہے۔ تلوار اللہ کی طاقت کی پہچان اور کتاب اللہ کے نور کی علامت ہے۔ عصا اللہ کی قوت کا نشان ہے اور انگوٹھی ان سب چیزوں کی جامع ہے۔ پھر فرمایا کہ اب تمہاری امامت کی مدت ختم ہو رہی ہے یہ عہدہ تم سے لے کر دوسروں کو دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی دکھلائیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ عہدہ اگر محبت کی بنا پر تقسیم ہوتا تو تمہارے پدر کو تم سے زیادہ

ترجیح سے صحابی ہمارے سے محبت تھی مگر یہ حکم تو اللہ کی طرف سے آتا ہے۔
پھر حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے اسی خواب
میں اپنی زندہ اور مردہ بھی اولاد کو دیکھا اور مجھ سے حضرت امیر المؤمنین نے میرے فرزند علی کی
طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ہے ان سب کا سردار یہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں اور
اللہ تمام محبتوں کے ساتھ ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا
اسے مزید یہ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں یہ ایک امانت ہے یہ کسی کو نہ بتانا کہ اگر کوئی عقلمند
مل جائے۔ یا ایسا کوئی بندہ مل جائے جس کی سچائی و صداقت کو تم خود جانتے ہو تو اسے
بیان کر دینا۔ اور اگر میرے اس قول پر تم سے کوئی گواہی چاہے تو تم گواہی دینا اس لئے کہ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان الذم یا مکران تو دوا الاغاثات الی اهلها سورہ النور آیت نمبر ۵۵
پھر فرمایا ہے۔ ومن اظلم من کتم شهادۃ عندنا من الذم البقو آیت نمبر ۱۱
راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر میں حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ابا باپ آپ پر
تربان بچھانے میں سے دیکھا دیکھے کہ کون کون ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ہے جو اللہ کی رحمت سے بولتا
دیکھتا ہے اللہ کی دی ہوئی فہم و فراست سے سنتا ہے۔ اللہ کی دی ہوئی حکمت سے بولتا
ہے۔ اس کی راتے ہمیشہ صائب ہوں گی کبھی غلط نہ ہوں گی۔ وہ صاحب علم ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اب
اور لو دیکھو یہ وہ ہے یہ کہہ کر آپ نے میرے فرزند علی کا ہاتھ پکڑا۔ اس کی وصیت کر لو اپنے
بہت کم دن اس کے ساتھ رہو گے۔ لہذا جب تم اپنے سفر سے واپس آؤ گے تو اس لئے کہ اب
معاملات کو درست کر لو جو امور تمہیں انجام دینے ہیں ان سب کا تاریخ ہو جاوے۔ اس لئے کہ اب
تم یہاں کھل کر دوسروں کے بڑوں میں جاؤ گے۔ اور جب تم کو دوسرے لوگوں میں جانا ہو
تو علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کو کہہ دینا وہ تمہیں غسل دے گا۔ کفن پہناتے گا۔ اور یہ امر اس
کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا یہ ہمیشہ سے دستور چلا آ رہا ہے کہ (موت کو معصوم ہی
غسل دیتا ہے۔)

پھر حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سوچو اس مال واپس لے لیا
چاہیگا اور اب یہ امانت میرے فرزند علی کو ملے گی۔ اور اس کا نام علی ہے۔ اور اس کی خصوصیات
یہ ہیں۔ اس لئے کہ علی اول حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور علی ثانی حضرت

علی ابن الحسین علیہ السلام ہیں۔ اور میرے اس علی کو علی اول کا فہم ان کی حکمت رہی کی نگاہ۔ ان کی دینیت
محبت ملی ہے اور علی ثانی سے اس کو مصائب پر صبر ملا ہے۔ اور ان کے انتقال کے بعد کسی کے لئے یہ
بائز نہیں کہ ان سے چار سال تک کلام کرے (چار سال میں حکومت آئے ہے)۔

پھر فرمایا اے یزید اب پھر جب تم یہاں سے گذرو اور اس سے تمہاری ملاقات
ہو اور تم سے اس کی یقیناً ملاقات ہوگی تو اسے خوشخبری سننا دینا اللہ تعالیٰ اس کو ایک فرزند بزرگت
وامانت دارا درگشا ہوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور وہ تم کو خود بتائے گا کہ تم یہاں مجھ سے مل چکے ہو اور
جب ایسا ہو تو پھر انہیں بتا دینا کہ وہ کیز جس کے بطن سے تمہارا یہ فرزند پیدا ہوگا۔ وہ ماریہ قبیلہ کے
خانمان سے ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیز تھیں۔ اور جب وہ تمہیں ملیں تو انہیں میری طرف
سے سلام کہہ دینا۔

مزید کا بیان ہے کہ حضرت ابو ابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی وفات کے بعد میں
حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے ملا۔ آپ نے بغیر میرے کچھ کہے ہوئے خود فرمایا اے یزید
عمرہ کے متعلق تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا آپ پر میرے ابا باپ تربان جیسی آپ کی
مڑی۔ مگر میرے پاس اخراجات سفر نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ جب میں تم سے چلنے کو کہہ رہا
ہوں تو کیا تمہارے اخراجات نہ ڈروں گا۔ یزید کا بیان ہے کہ پھر ہم لوگ عمرہ کی نیت سے نکلے اور اس مقام
پر پہنچے تو آپ نے فرمایا اے یزید اس مقام سے تو تم عمرہ کے سفر میں کمی مرتبہ گزرے ہو۔ میں نے عرض
کیا جی ہاں اور پھر آپ سے میں نے پورا قصہ بیان کیا۔

آپ نے فرمایا مگر ابھی تک تو وہ کیز آن نہیں۔ جب ملے گی تو اسے سلام پہنچا دوں
گا۔ اس کے بعد ہم دونوں مکہ پہنچے اور آپ نے وہ کیز دیاں اسی سال خریدی اور کچھ ہی دن بعد حاضر ہوئے
اور ان کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ یزید کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن موسیٰ رضا کے دوسرے
بھائی یہ جانتے تھے کہ پاپے آپ کے وارث صرف ہی لوگ رہیں۔ اس لئے وہ لوگ بلا سبب اس کے
دشمن بن گئے۔ اسحاق بن سحر نے ان لوگوں سے کہا خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ وہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی مجلس میں اسی جگہ بیٹھے ہیں کہ جہاں ہم لوگوں کے بیٹھے کی مجال ہیں۔

(کافی جلد ۲۱۶-۲۱۵)

کتاب الامانۃ والبصرۃ للعلی بن ابی طالب علیہ السلام
سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

(میزان اخبار الرضا ص ۲۶-۲۳)

تقل زبان

⑧

سمرقند سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے اسماعیل بن ابراہیم حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ میرے لڑکے کی زبان میں گلابی آگئی ہے کل میں اسے آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔ آپ فرما اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیں اور اس کے لئے دعا کر دیں گے وہ بھی آپ ہی کا غلام ہے آپ نے فرمایا وہ میرے فرزند ابو جعفر غلام ہے کل اسے میرے پاس بھیجنے کے بدلے ابو جعفر کے پاس بھیجو۔
(الکافی جلد ۱ ص ۳۲۲)

علی بن جعفر بن محمد کی عقیدت

⑨

محمد بن حسن بن عمار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مدینہ میں بن جعفر بن محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں ان کے پاس دو سال سے مقیم تھا اور وہ روایات میں ان سے سن کر لکھ رہا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے سنی تھی تاکہ مسجد میں حضرت ابو جعفر محمد تقی بن ابی طالب نے تشریف لائے یہ دیکھ کر وہ پابہرہ نہ فریاد پر ردا ڈالنے ہوئے دوڑے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا ان کی بہت تعظیم کی۔ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا بچا جان اللہ آپ پر رحم فرمائے بیٹھ جائیں انہوں نے مولانا کا آپ کھڑے ہیں میں کیسے بیٹھوں۔

پھر جب علی بن جعفر بن محمد وہاں سے واپس آکر اپنی جگہ بیٹھے تو ان کو زبرد توڑ لگے اور کہنے لگے آپ ان کے باپ کے بھائی ہیں۔ بزرگ ہیں۔ امدان کی اتنی تعظیم و تکریم آپ نے فرمایا خاموش۔ پھر اپنی ریش مبارک پکڑ کر کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری بولہبی و اڑھی کو اہل بیت اور اس نوجوان کو امامت کا اہل بھلا دیا ہے تو کیا میں اس کے فضل و شرف سے انکار کروں۔ میں ان باتوں سے خدائی پناہ چاہتا ہوں بلکہ میں تو اس نوجوان کا ایک خادم و مہتمم ہوں۔
(الکافی جلد ۱ ص ۳۲۲)

بخارا الاخبار

باب

معجزات امام علیہ السلام

① — علم قیاد سے نبوت امامت

علی بن اسباط سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر
تقی جواد علیہ السلام میری طرف سے ہو کر گزرے تو میں نے ان کے سر اقدس سے لیکر ان کے
مبارک تک بغور دیکھا تاکہ مصر میں پہنچ کر اپنے اصحاب سے آپ کا پورا حلیہ بیان کر دوں گا۔ مگر نہیں
ہی میں جگر پڑا۔ اور دل میں کہا۔ واقعاً اللہ تعالیٰ نے جس طرح نبوت کی علامات مقرر کی ہیں۔ ان
طرح امامت کے لئے بھی کچھ علامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ کے لئے ارشاد فرمایا ہے
واقتناہ المحکم صیبا سورہ مریم آیت ۱۰ اور عام انبیاء کے لئے ارشاد فرمایا فلما بلغ استن
و بلغ اربعین سنۃ سورہ یوسف ۱۰۱ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بچپن میں جو
نبوت و امامت عطا ہوتی ہے اور چالیس برس کے بعد بھی نبوت و امامت ملا کرتی ہے۔

(بصائر الدرجات)

علی بن محمد نے بھی ابن اسباط سے یہی روایت کی ہے۔

(مناقب جلد ۳ ص ۲۸۹)

تراجیح و تراجم میں بھی ابن اسباط کی یہ روایت موجود ہے۔

علی بن محمد نے بھی ابن اسباط سے یہ روایت کی ہے۔

(ارشاد ص ۳۲) (الکافی جلد ۱ ص ۲۹۳)

اور کتاب "معرفت ترکیب جسد" میں حسین بن احمد تقی سے روایت کہ حضرت
ابو جعفر ثانی امام محمد تقی علیہ السلام نے دو رماہوں میں ایک فصد کھولنے والے کو لایا اور اس سے
کہا کہ رگ زائر میں فصد کھول دے اس نے کہا مولا یہ رگ تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں کون سی ہے اور
نہ اس رگ کا کبھی میں نے نام سنا ہے۔ آپ نے اس رگ کی نشاندہی فرمائی اور اس نے فصد کھول
تو اس میں سے زرد رنگ کا پانی نکلا اور اتنا نکلا کہ پورا طشت بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اب اس
کو بند کر دو اور اس طشت کو خالی کر دو پھر دوسری رگ سے خون نکلوایا پھر فرمایا اب اس کو
باندھ دو جب اس نے اس رگ کو بھی باندھ دیا تو آپ نے اس کو ایک دینار دینے کا حکم دیا
اس فصد نے ایک دینار لے لیا اور پورا حنا بخش سورہ کے پاس آیا اور سارا فصد بیان کیا اس نے
عندکامی قسم سے میں نے علم طب حاصل کیا اس رگ کا تو مجھے نام ہی نہیں سنا تھا لیکن یہاں لایا
نام کا اسقف ہے وہ بہت بوڑھا اور رسیدہ ہے چلو اس کے پاس چلتے ہیں۔ شاید اس کو معلوم ہو
یہ دونوں اسقف کے پاس گئے اور سارا فصد بیان کیا ہ تو ٹھہری درگزر کر کے چھتا رہا اس کے بعد

ہو سکتا ہے کہ وہ شخص جس کی فصد تو نے کھولی ہے وہ نبی ہو یا ذریت نبی ہو۔
قاسم بن عبد الرحمن جوزیدی مذہب کا تھا اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ بغداد
گیا اور ابھی وہیں قیام تھا ایک دن دیکھا کہ رگ کسے کے استقبال گئے لئے راستوں پر
کھڑے ہوئے ہیں میں نے پوچھا کون آ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا ابن رضا ابن رضا شریف لایا ہے
میں نے کہا اگر وہ آ رہے ہیں تو غذا کی قسم میں بھی انہیں دیکھوں گا۔ (مختصری دیر میں) ادھ ایک
گھوڑے یا گھوڑی پر سوار نمودار ہوئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ گر وہ امامیہ پر اللہ کی
لعنت جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کی طرف سے ان کی اطاعت فرض ہے۔ ابھی میرے دل میں یہ
بات آئی ہی تھی کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے قاسم
بن عبد الرحمن ایشنا منا واحد اُنْتَبِعْهُ اِنَّا اِذَا لَفِئْضُ ضَلالٍ و سَعْرٍ (سورہ القماریت)
میں نے کہا، تمہارے چادر رگ معلوم ہوتے ہیں۔ بخیر میرے دل میں یہ خیال آیا آپ پھر متوجہ ہوئے
اور فرمایا عر القم الذکر علیہ من بیننا بل هو کذاب اشد (سورہ القماریت)
راوی کا بیان ہے پھر میں بغداد سے نکلا تو اس حالت میں کہ ان کی امامت کا
قائل تھا گواہی دیتا تھا کہ واقعاً یہ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی طرف سے محبت ہیں اور میں آپ کا معتقد
ہو گیا۔

یحییٰ بن عمران سے روایت ہے کہ اہل رے کی ایک جماعت جو ہمارے اصحاب
میں سے تھی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس میں ایک
شخص زید بن زکریا کا شامل ہو گیا تھا ان لوگوں نے اپنے اپنے مسائل دریافت فرمائے اسی اثنا میں
آپ نے اپنے غلام سے فرمایا اس شخص کا ہاتھ پکڑ اور باہر نکال دو اس زیدی نے کہا۔
اشھل ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ و انک حجۃ اللہ میں گواہی دیتا ہوں
کہ نہیں ہے کوئی اللہ کے سوا اس ایک اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ حجت خدا
(التراجیح و التراجم)

نہان بن نافع کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام
سے عرض کیا میں آپ پر قرآن آپ کے بعد امام اور صاحب امر ہوں گا؟ فرمایا ابن نافع وہ ابھی
اس دروازے سے تمہارے پاس آئے گا۔ اور جس طرح میں اپنے بربرگوں کا وارث ہوا تھا اسی
طرح تم بھی ان سب بیڑوں کا وارث ہو گا۔ وہی میرے بعد حجت خدا ہو گا۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی
تھی کہ حضرت محمد بن علی حضرت تقی جواد علیہ السلام آئے جب آپ نے مجھ کو دیکھا تو فرمایا
ابھان نافع میں تم سے ایک حدیث کیوں نہ بیان کر دوں سنو۔ ہم گروہ ائمہ حجت بطن مادر میں رہتے

ہیں۔ تو چالیس دن تک بطن مادر سے ہماری آواز سنائی دیتی ہے اور جب بطن مادر میں چلا
 بیٹے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے سے رزق زمین کے سارے پردے اٹھا دیتا ہے
 اور پھر بارش کا ایک قطرہ خواہ مغیہ ہو خواہ مفراس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ اب تمہارا
 یہ کہنا کے لئے ابوالحسن آپ کے بعد تحت زمان و حجت عمر کون ہوگا؟ تو سنو جس کے متعلق تیرے
 ابوالحسن نے بتایا وہی تم پر امام اور حجت ہوگا۔ میں نے کہا پھر میں سب سے اس کو تسلیم
 کر لوں گا۔

اس کے بعد حضرت ابوالحسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اسے
 نافع ان کو سلام کرو۔ ان کا واجب الاطاعت ہونے کا یقین کرو ان کی روح میری روح ہے
 میری روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح ہے۔

② عصا کی گواہی

محمد بن ابی العلاء سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جب میں یحییٰ بن
 قاسمی سامرو سے علوم آل محمد کے متعلق خوب بحث و مناظرہ اور گفتگو کر چکا تو اس کو یہ کہتے ہوئے
 سنا کہ ایک دن میں قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف کے لئے پہنچا تو دیکھا کہ محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف فرما رہے ہیں میرے ذہن میں چند مسائل تھے میں نے آپ سے
 اس کے متعلق بحث کی اس کے بعد کہا میں آپ سے صرف ایک بات اور پوچھنا چاہتا ہوں
 اس کے پوچھنے میں مجھے کوئی شرم نہیں ہے آپ نے فرمایا میں تمہارے پوچھنے سے پہلے ہی
 دہلیز کھول کر تمہارے پوچھنا چاہتے ہو۔ تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ امام زمانہ کون ہے؟ میں نے کہا قسم
 میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ امام زمانہ میں ہوں۔ میں نے کہا علامت کیا ہے
 آپ کے ہاتھ اس وقت ایک عصا تھا۔ وہ عصا بول اٹھا کہ میرا یہ آقا ہی امام زمانہ ہے اور
 حجۃ اللہ ہے۔

(الکافی جلد ۱ ص ۲۵۳)

محمد بن ابی العلاء سے اسی کے مثل روایت ہے۔ (مناقب جلد ۲ ص ۲۹۳)

③ ازارہ ششکوک

حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کے غلام عسکر کا بیان ہے کہ میں ایک
 مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا سبحان اللہ میرے مولا کا رنگ

کس قدر زیادہ گندی ہے ان کے جسم سے نوز کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔ عسکر کا بیان ہے کہ ابھی
 یہ خیال میرے دل میں آجی رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم طول و عرض میں بڑھنے لگا یہاں
 تک کہ پورا ایوان پھٹتے ہوئے بھر گیا اور چاروں طرف کی دیواروں تک پہنچ گیا۔ پھر دیکھا کہ آپ
 کے جسم کا رنگ کالی رات کی مانند سیاہ ہوا۔ پھر برف کی طرح سفید ہو گیا پھر سُرخ ہو گیا۔ پھر
 درخت کے پتوں کی طرح سبز ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کا جسم گھٹنے لگا اور گھٹنے لہنی اصلی
 حالت پر آ گیا اور آپ کے جسم کا رنگ بھی جیسا پہلے تھا۔ ویسا ہی ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھ سے
 پکار کر کہا اے عسکر تم لوگ شک کرتے ہو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ تم لوگوں کے اعتقاد میں
 صنف آ رہا ہے میں اسے قوی کر رہا ہوں۔ قسم بخدا ہم لوگوں کی حقیقی معرفت اسی کی ہوگی جس
 پر اللہ نے کرم فرمایا ہے۔ اور اس کو ہماری ولایت کے لئے منتخب کر لیا ہے۔

④ افترا پر دازی کی سزا

ابن اردبیل سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ معتمد نے اپنے دروازے
 کی ایک جماعت بلائی اور ان سے کہا کہ تم لوگ محمد بن علی کے خلاف جھوٹی گواہی دو اور دیکھ کر دو
 کہ وہ تہذیب کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے آپ کو طلب کیا اور کہا تمہارا ارادہ ہم پر خروج
 کا ہے آپ نے فرمایا واللہ ایسا نہیں ہے معتمد نے کہا مگر فلاں فلاں گواہ ہیں ان لوگوں نے
 گواہی دی ہے اور کہا ہے کہ یہ خبر میری میں نے آپ کے بعض غلاموں سے حاصل کی ہیں وہ سب لوگ
 ایک بڑے کمرے میں جمع تھے۔ آپ نے یہ جھوٹی گواہیاں سن کر دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور
 عرض کیا پروردگار یہ سب مجھ پر جھوٹ اور افترا پر دازی کر رہے ہیں تو ان سے مواخذہ فرما۔ راوی
 کا بیان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ وہ کمرہ زلزلہ میں ہے۔ جھکے کھارہا ہے اور درباں سے جواٹھنا چاہتا
 ہے وہ گر پڑتا ہے۔ معتمد یہ دیکھ کر بہت گھبرایا اور بولا زلزلہ رسول میں نے جو کچھ کہا ہے اس
 کی توبہ کرتا ہوں۔ دُعا کیجئے کہ زلزلہ ٹھہر جائے۔ آپ نے فرمایا پروردگار اس کمرہ کو ساکن کر دے
 تو توبہ جانتا ہے کہ یہ سب میرے اور تیرے دشمن ہیں۔ اور زلزلہ موقوف ہو گیا۔

⑤ ناکرہ گناہ کی سزا

علی بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر
 ابن حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی کسی کنیز کی بکری گم ہو گئی
 لوگ اس کے پڑوسی کو بکری لائے اور کہنے لگے تم لوگوں نے بکری چرائی تھی۔ ابو جعفر علیہ السلام

نے فرمایا تم پر واٹے ہو میرے اس بڑوسی بیچارے کو پھوڑ دو اس نے بکری نہیں چرائی ہے بکری فلاں کے گھر میں ہے۔ لوگ اس کے گھر پہنچے اس کے گھر میں بکری مل گئی۔ اب لوگوں نے اس غریب کو چکولیا اسے مارا پیٹا اور کپڑے پھاڑ دیے پھر بیچارہ قسبیں کھا رہا تھا کہ میں نے بکری نہیں چرائی ہے۔ مگر وہ لوگ اس کو پکڑ کر حضرت ابو جعفر کے پاس لائے آپ نے فرمایا تم پر واٹے ہو تم نے اس بیچارے پر ظلم کیا یہ بکری خود اس کے گھر میں گھس گئی تھی اس کو معلوم نہ تھا۔ اس کے بعد آپ نے اس کو اپنے پاس بلایا۔ لوگوں نے اس کو پیٹا تھا اس کے کپڑے پھاڑ دیئے تھے اس کے برلے میں آپ نے اسے کچھ رقم دیکر راضی کر لیا۔ (الخروج والخراج)

⑥ صدقہ کا صلہ

قاسم بن حسن کا بیان ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں تھا کہ ایک اعراب صنیعت الحال میری طرف سے ہو کر گذرا اور مجھ سے سوال کیا۔ مجھے اس پر قرض آیا میں نے ایک روٹ نکال کر اس کو دی۔ وہ چلا گیا تو ایک بگوڑا آیا اور میرے سر سے میرا عمامہ اڑا لے گیا۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کیسے اڑا اور کہاں گیا۔ اب جب میں مدینہ پہنچا تو حضرت ابو جعفر ابن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے ابوالقاسم راستہ میں تمہارا عمامہ اڑ گیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے غلام کو آواز دی اے غلام وہ عمامہ نکال لاؤ وہ غلام گیا اور میرا عمامہ نکال لایا میں نے عرض کیا فرزند رسول یہ عمامہ آپ تک کیسے پہنچ گیا؟ آپ نے فرمایا تم نے اس اعرابی پر تصدق کیا تھا۔ اس کے شکر میں اللہ نے تمہارا عمامہ واپس کر دیا اور اس کو کبھی کسی نیکی کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ (الخروج والخراج)

⑦ علم الافکار

عبد بن اروم نے حسین مکاری سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک بغدادی حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی حالت کو دیکھ کر میں نے دل میں کہا اب یہ اپنے دل سے کبھی واپس نہ جائیں گے۔ آپ نے تھوڑی دیر اپنی گردن جھکائی پھر آپ کا رنگ زرد ہو گیا اور فرمایا اے حسین سوزم رسول میں جو کی روٹی اور تھوڑا سا نمک بدر رہے اس حال میں تم دیکھ رہے ہو۔ (مختار الخراج والخراج ص ۵۰)

محمد بن علی ہاشمی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جسی شب میں حضرت ابو جعفر تہی جواد علیہ السلام کا عقد نیت مامون سے ہوا اس کی صبح کو میں آپ کی خدمت میں

میں حاضر ہوا میں نے اس شب کے ابتدائی حصہ میں ایک دو اکھائی تھی۔ اور صبح کے وقت سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں پہنچا مجھے پیاس لگی ہوئی تھی اور پانی مانگنا مجھے اچھا نہ معلوم ہوا۔ آپ نے ایک نظر میری طرف دیکھا اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم پیاس سے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اے غلام پانی لاؤ میں نے اپنے دل میں کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اس وقت پانی میں زہر ڈال کر آپ کو پلائیں۔ اس سے مجھ کو بڑی تشویش لاحق ہوئی اور غلام پانی لے کر آیا آپ مسکرائے آپ نے پانی پیا پھر مجھے دیا اور میں نے بھی پیا۔ میں دیر تک آپ کے پاس رہا پھر پیاس محسوس ہوئی آپ نے پھر پانی طلب کیا۔ غلام پھر پانی لایا آپ نے پانی نوش فرمایا پھر مجھے پلایا اور مسکرائے۔

محمد بن حمزہ کا بیان ہے کہ مجھ سے محمد بن علی ہاشمی نے کہا کہ واللہ اس وقت مجھے خیال ہوا کہ رافضیوں کے قول کے مطابق یقیناً حضرت ابو جعفر علیہ السلام لوگوں کے دل کی بات جانتے تھے۔ (ارشاد مفید ص ۳۹، ۴۰)

اہل مدینہ میں سے ایک شخص نے مطرفی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔ اور میرے ان پر چار ہزار درہم قرض تھے اور یہ بات میرے اور ان کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہ تھی۔ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے میرے پاس آ کر بھیجا کہ کل تم مجھ سے آ کر لو۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے وفات پائی اور تمہارے ان پر چار ہزار درہم قرض ہیں میں نے کہا جی ہاں آپ نے اپنے مصلے کا گوشہ اٹھایا تو اس کے نیچے بہت سے دینار رکھے ہوئے تھے آپ نے وہ سب مجھے دے دیتے ان سب دیناروں کی قیمت اس وقت چار ہزار درہم تھی۔ (ارشاد مفید ص ۳۹)

کتاب الخراج والخراج میں بھی مطرفی سے اس طرح کی روایت ہے۔

⑧ شأن العلوم

درقان جواہر ابن ابی داؤد کا صاحب اور اس کا بڑا گہرا دوست تھا اس کا بیان ہے کہ ایک دن ابن ابی داؤد مقصم کے پاس آیا وہ بہت معنوم و محزون تھا میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا آج تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ کاش میں آج سے ۲۰ سال پہلے ہی مر گیا ہوتا۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا آج امیر المومنین کے سامنے اس کا لے ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ نے مجھے بہت ذلیل کیا۔ میں نے کہا بات کیا ہوئی؟ اس نے کہا ایک چوہے نے

اپنی پوری کا اقرار کر لیا اور امیر المومنین سے درخواست کی کہ اس پر حد جاری کر کے اس کی تطہیر کر دی جائے تو اس کے لئے دربار میں تمام فقہاء جمع کئے گئے۔ جس میں ابو جعفر محمد علی تقی جو ابھی آئے۔ امیر المومنین نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ اس پورے کا ہاتھ کہاں سے کا جائے؟ میں نے کہا کافی ہے، امیر المومنین نے پوچھا اس کی دلیل کیا ہے؟ میں نے کہا اس لئے کہ یہ در ہاتھ کا اطلاق انگلیوں اور پھیلی پر کلائی تک ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق فرماتا ہے کہ

فامسحوا بوجوهكم و ايدكم

اور ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں اس سے مراد کلائی ہے۔ دوسرے فقہانے کہا نہیں بلکہ اس کا ہاتھ کہنی سے کاٹنا واجب ہے۔ امیر المومنین نے پوچھا اس کی تہا سے پاس کیا دلیل ہے؟ لوگوں نے کہا دلیل یہ ہے کہ

وايد يكم والى المرافق

یعنی دستوں ہاتھ کہنی تک دھوؤ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ ہاتھ کی کہنی تک ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد معتصم حضرت محمد بن علی تقی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور بولنے ابو جعفر تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا امیر المومنین نے فقہا امت اپنی اپنی رائے تو پیش کر ہی چکے مجھے چھوڑیں ان لوگوں کی گفتگو کے بعد میری ضرورت ہے؟ معتصم نے کہا نہیں یہ بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا امیر المومنین مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہے۔ معتصم نے کہا نہیں تم کو خدا کی قسم یہ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا خیر جب آپ نے اللہ کی قسم دے دی تو اب سنیں کہ ان سب نے غلطی کی اور سنت کے خلاف فتویٰ دیا اس لئے کہ صرف انگلیوں کی جڑ سے قطع کرنا واجب ہے پھیلی چھوڑ دی جائے گی۔ معتصم نے کہا اس پر دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا سجدہ سات اعضا سے ہوتا پیشانی دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے سرے۔ اب اگر ہاتھ کو کلائی سے کاٹ دیا گیا کہنی سے قطع کر دیا گیا تو وہ ہاتھ ہی باقی رہے گا جس سے سجدہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان المساجد لله سجدے کی جگہیں اللہ کے لئے ہیں اور اس سے پہلے یہی سات اعضا ہیں جس سے سجدہ کیا جاتا ہے فلا تدعوا مع الله احداً ان ساتوں اعضا

کے ساتھ اللہ کے سجدے میں کسی اور کو شریک نہ کرو۔ لہذا جو چیز اللہ کے لئے ہے وہ نہیں قطع کی جائے گی۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر معتصم ششدر و حیران رہ گیا اور اس نے ہاتھ کو کلائی سے نہیں بلکہ انگلیوں کی جڑ سے کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

ابن ابی داؤد کا بیان ہے کہ یہ دیکھ کر تو مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی اور ذل میں کہا کاش میں اس سے پہلے ہی مرجھا ہوتا اور یہ ذلت نہ دیکھنی پڑتی (زرقان کا بیان ہے کہ پھر مجھے ابن ابی داؤد نے بتایا کہ اس کے بعد میں تیسرے دن معتصم کے پاس گیا اور عرض کیا یا امیر المومنین آپ کو ایک نصیحت کرنی مجھ پر واجب ہے۔ اور میں جانتا ہوں جو کچھ میں کہوں گا اس کے نتیجے میں میں جہنم میں جاؤں گا۔

معتصم نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا جب امیر المومنین کسی دینی مسئلہ کے متعلق اپنے دربار میں علماء و فقہائے امت کو جمع فرماتے اور فتویٰ دریافت کرتے ہیں اور وہ لوگ اپنا فتویٰ دے دیتے ہیں اور دربار میں امیر المومنین کا خاندان امیر المومنین کے سرداران فوج امیر المومنین کو زبردست امیر المومنین کے کاتبین سب موجود رہتے ہیں اور پس در سے وہ لوگ یہ تمام باتیں سن لیتے ہیں۔ پھر امیر المومنین ان تمام علماء و فقہاء کے قول کو ترک کر کے ایک ایسے شخص کے قول کو اختیار کرتے ہیں کہ اس امت کے بہت سے لوگ اس کی امامت کے قائل ہیں اور اس امر کے دعویدار ہیں کہ امیر المومنین سے زیادہ اس خلافت کا مستحق یہ شخص ہے پھر اس کے باوجود امیر المومنین تمام فقہاء کے فتوؤں کو چھوڑ کر اس شخص کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں!

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر معتصم کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور جس چیز کی طرف میں نے اسے متنبہ کیا تھا وہ متنبہ ہو گیا اور بولا تم نے بڑی اچھی نصیحت کی اللہ تمہیں جزائے خیر دے گا۔

اس کے بعد معتصم نے پوچھے دن اپنے کا تبوں اور وزیروں میں سے فلاں کو حکم دیا کہ تم ابو جعفر محمد علی تقی جو ابھی اپنے گھر دعوت دے دو اس نے دعوت دی تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرمایا اور کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں تم لوگوں کی مجلسوں میں شریک نہیں ہوتا اس لئے کہا ہمارے ہاں کوئی نشست یا مجلس وغیرہ نہیں ہے ہم نے تو آپ کو گھانے کی دعوت دی ہے۔ اگر آپ زحمت فرما کر ہمارے گھر قدم رنجہ فرمائیں گے آپ کا آنا ہمارے لئے باعث برکت ہوگا۔ غلیظہ کے فلاں فلاں وزیر بھی آپ سے ملنا چاہتے

ہیں۔ انرضی آپ تشریف لے گئے جب آپ نے کھانا نوش فرمایا تو فوراً محسوس کر لیا کہ اس میں زہر ملا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ میری سواری لائی جائے۔ صاحب خانہ نے کہا جلدی کیا ہے، تھوڑی دیر اور قیام کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھر سے میرا جلا جانا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد ایک دن اور ایک رات، آپ کو اس کی شدید تکلیف رہی۔ اور اسی تکلیف میں آپ نے انتقال فرمایا۔

① — امام کی رسوائی کیلئے !

یعقوب بن یاسر سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ متوکل اکثر کہا کرتا تھا تم لوگوں پروائے ہو میں ابن رضا ابو جعفر محمد تقی جو اد علیہ السلام کے معاملے سے بے خبر ہوں میں نے بہت کوشش کی وہ ہمارے ندیم و مصاحب بن جائیں اور ہمارے ساتھ ناؤ پر میں شریک رہیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے کوشش کی کہ کم از کم ایک ہی مرتبہ ہمیں کا موقع ملے مگر ایک مرتبہ بھی اس کا موقع نہیں ملا۔ یہ سن کر حاضرین مجلس میں سے ایک نے کہا اگر ابن رضا حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ایک مرتبہ بھی اس کا موقع نہیں تو فکر کی کیا بات ہے۔ ان کے بھائی موسیٰ کو بلاو۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد متوکل نے حکم دیا کہ کچھ بھیجو کہ موسیٰ کو بہت عزت و احترام کے ساتھ یہاں بھیجا جائے۔ غرض جب وہ آئے تو متوکل نے حکم دیا کہ بنی ہاشم اور سرداران لشکر اور تمام مسلمان اس کا استقبال کریں اور اگر انہوں نے ایسا کر دیا تو انہیں ایک جاگیر دے دی جائے گی اور اس جاگیر میں ان کے لئے ایک مکان تعمیر کر دیا جائے گا اور ان کے گرد شرابی وغیرہ جمع کر دیے جائیں گے۔ انہیں بہت زیادہ انعام و اکرام دیئے جائیں گے نیز ان کے لئے ایک ایسا گھر بھی بنا دیا جائے گا جو اس لائق ہو کہ اس میں جا کر ان سے ملائی کی جاسکے۔

غرض جب موسیٰ مدینہ سے بغداد پہنچے تو حضرت ابو الحسن داماد امام محمد تقی علیہ السلام نے قنطروہ و صیف کے مقام پر پہنچ کر ان سے ملاقات کی انہیں سلام کیا اور کہا دیکھئے اس شخص نے آپ کو اس لئے بلایا ہے تاکہ آپ کو رسوا اور بدنام کرے۔

موسیٰ نے جواب دیا اب میں کیا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا دیکھو اپنے رب نے تمہاری نافرمانی کر کے اپنی قدر و منزلت کو نہ گھٹاؤ اور ایسا کام نہ کرو جو تمہیں رسوا اور بدنام کر دے۔ اس لئے کہ اس نے تم کو بلایا ہی اس لیے ہے کہ تمہاری عزت خاک میں ملائے۔ مگر موسیٰ آپ

ماننے سے انکار ہی کرتے تھے آپ نے ہر چند نصیحت کی ہر طرح سمجھایا مگر وہ اپنی بات پر اٹھے تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ موسیٰ کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو فرمایا اچھا تو پھر سن لو جس مجلس میں وہ تم سے ملنا چاہتا ہے وہ مجلس تمہیں اور اسے تاہر نصیب نہ ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ موسیٰ بغداد میں تین سال مقیم رہے اور ہر روز صبح سویرے وہ متوکل کے دروازے پہنچتے تو کبھی کہا جاتا امیر المؤمنین آج بہت مشغول ہیں کبھی کہا جاتا کہ اس وقت نشہ میں ہیں۔ کبھی کہا جاتا کہ دوا پی ہے آرام کر رہے ہیں غرض کہ اس طرح تین سال گزر گئے۔ یہاں تک متوکل کو قتل کر دیا گیا اس طرح موسیٰ اور مجلس شراب ایک جا بھج نہ ہو سکے۔

② — بدکردار باپ کی خدمت

بکر بن صالح سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میرے ایک داماد نے حضرت ابو جعفر ثانی داماد امام محمد تقی جو اد علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرا باپ بہت خبیث اور ناصبی ہے میں اس کی طرف سے بہت سختیاں برداشت کر رہا ہوں میں آپ پر قربان اگر مناسب ہو تو میرے لئے دُعا فرمائیں۔ علاوہ ازیں آپ کی کیا رائے ہے میں اس کے سامنے کھل جاؤں یا اس کی دلجوئی میں لگا رہوں؟ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ جو کچھ تم نے اپنے خط میں اپنے باپ کے متعلق لکھا اس سے مطلع ہوا۔ میں انشاء اللہ تمہارے حق میں دُعا کرنا نہ چھوڑوں گا اور اس کے سامنے کھل جانے سے بہتر یہ ہے کہ تم اس کی دلجوئی سے کام لو۔ اس لئے کہ سختی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔ صبر کرو پندرہ گاروں کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ جس سے تم کو لار کھتے ہو اللہ تمہیں اس پر ثابت قدم رکھے۔ ہم لوگ اور تم لوگ سب کے سب اللہ کی امانت ہیں وہ اس کو ضائع نہیں ہونے گا۔ جو کاکھنا ہے کہ پھر اللہ نے اس کے باپ کے دل کو نرم کر دیا اب وہ کسی معاملہ میں مخالفت نہیں کرتا۔

③ — معجزہ طی الارض

علی بن خالد سے روایت ہے جو زید بن فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں مقام عسکر (سامرا) میں تھا مجھے اطلاع ملی کہ یہاں ایک قیدی ہے جس کو ملک شام سے گرفتار کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو درحقیقت نبوت تھا علی بن خالد کا بیان ہے کہ میں وہاں کے پہرہ داروں اور سرداروں کے ذریعہ اس شخص تک پہنچا تو دیکھا کہ وہ شخص کوئی دلیل نہ دے سکتا بلکہ صاحب فہم و عقل ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تمہارا قصہ اور معاملہ کیا ہے؟ اس نے بتایا

کرمیں شام کا رہنے والا ہوں اور مقام راس الحسین علیہ السلام پر عبادت کیا کرتا تھا۔ ایک دن میرے مشغول عبادت تھا کہ ایک شخص آیا۔ اس نے کہا اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔ چند ہی قدم چلنے کے ہم مسجد کوفہ میں پہنچ گئے۔ اس شخص نے مجھ سے پوچھا کیا تم اس جگہ کو پہنچاتے ہو۔ میں نے کہا ہاں یہ مسجد کوفہ ہے اس کے بعد ہم دونوں نے وہاں پر نماز ادا کی اور آگے روانہ ہوئے۔ ابھی چند ہی قدم چلے تھے کہ مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر پہنچ گئے۔ اس مقام پر بھی ہم دونوں نے نماز پڑھی اور چند قدم آگے بڑھے تو کوفہ پہنچ گئے۔ یہاں پر ہم نے مناسک حج ادا کئے اس کے بعد دوبارہ روانہ ہوئے تو واپس اپنے مقام پر شام میں راس الحسین علیہ السلام پر تھے۔ مجھے وہاں پہنچا کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ دو سے سال جب حج کا موسم آیا تو وہ شخص پھر آیا اور مجھے حسب اپنے ہمارے گیا اور نماز ادا کی اور مناسک حج وغیرہ کر کے مجھے واپس شام پہنچا گیا جب واپس جا رہے تھے تو میں نے کہا آپ کو اس ذات کا واسطہ کہ جس نے آپ کو یہ قدرت و کرامت عطا کی ہے یہ کون ہے؟ یہ سن کر آپ دیر تک گردن جھکائے کھڑے رہے پھر میری طرف دیکھا اور کہا کہ میں محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر ہوں۔

۱۲۔ بصارت پلٹ آئی

محمد بن سیون کا بیان ہے کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ کوفہ آپ کے خراسان تشریف لے جانے سے پہلے کوفہ تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ میرا منہ نہ جانے کا ہے اگر آپ نے کوئی خط اپنے فرزند حضرت ابو جعفر کو دینا ہو تو مجھے وہاں پہنچا کر یہ سن کر آپ نے تیس دن فرمایا اور خط لکھا میں اسے لیکر مدینہ پہنچا اور دو دن پہنچ کر دستک حضرت ابو جعفر علیہ السلام کا خادم باہر نکلا اور آپ کے ہوا سے سے پاس لے گیا میں نے وہ خط آپ کو پیش کیا۔ آپ نے موقی خادم سے کہا لفظ چاک کرو اور خط نکالو۔ اس نے لفظ چاک کے خط نکالا۔ آپ نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر مجھ سے فرمایا اے محمد تمہاری آنکھ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا فرزند رسول میری آنکھ مائی ہے جیسا کہ آپ بھی دیکھ رہے ہیں راوی کا بیان ہے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا اور میری آنکھوں پر مسح کر دیا اور میری بصارت پلٹ آئی میں نے آپ کے ہاتھوں اور پادوں کو بوسہ دیا اور واپس ہوا۔

(مختار الخوارزمی)

۱۳۔ گھٹنوں کا درد دور ہو گیا

ابو بکر بن اسماعیل کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر ابن امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری ایک کینز ہے جو ریاضی مرض میں مبتلا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ میں اس کو لے کر آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا اے کینز تجھے کیا شکایت ہے؟ اس نے عرض کیا میرے گھٹنوں میں ریاضی درد ہے آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس کے گھٹنوں کو کپڑے کے اوپر سے مس کیا وہ کینز فوراً اچھی ہو گئی۔ پھر اس کے بعد اس کے گھٹنوں میں کبھی درد نہ ہوا۔

۱۴۔ مسیحا

محمد بن عمیر بن داقد رازی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں اپنے بھائی کو لے کر گیا اس کو سانس کی شکایت تھی اس نے آپ سے اپنی شکایت بیان کی آپ نے فرمایا جاؤ اللہ تمہاری شکایت دور کرے گا۔ اب جب ہم لوگ آپ کے پاس سے واپس ہوئے تو وہ صحت یاب ہو چکا تھا پھر اس کے بعد اس کو یہ شکایت مرتے دم تک نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ میری کمر میں ہر ہفتہ درد ہو جایا کرتا تھا اور یہ درد کچھ دنوں سے شدت اختیار کر چکا تھا میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ دعا کریں یہ تکلیف دور ہو جائے آپ نے فرمایا جاؤ اللہ نے تمہاری یہ تکلیف دور کر دی۔ اس کے بعد پھر وہ تکلیف مجھے اب تک نہیں ہوئی۔

۱۵۔ ایک اعجاز

اسماعیل بن عباس ہاشمی سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ عید کے دن حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے تنگی معاش کی شکایت کی تو آپ نے اپنے معاشی کا ایک گوشہ اٹھایا اور مٹی کے انبر سے سونے کی ایک ٹولی نکالی اور مجھے دی میں اسے بازار لے کر گیا تو وہ وزن میں سولہ مثقال نکلی۔

(مختار الخوارزمی)

بکر بن صالح نے محمد بن فضیل میرقی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک خط لکھا اور اس کے آخر میں یہ بھی تحریر کیا کہ بتلئے کیا آپ کے پاس سلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ خط تو لکھ لیا مگر اس کو بھیجنا بھول گیا وہ میرے پاس ہی پڑا رہ گیا تو آپ مجھے خط تحریر فرمایا۔ اس میں مزوری امور تحریر زمانے پھر آخر میں آپ نے تحریر کیا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحے ہیں اور وہ تبرکات ہم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ ہم لوگ جبر جاتے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ جاتا اور یہ تبرکات ہر امام کے پاس رہتے ہیں۔

نیز میں مکہ میں تھا مگر اپنے دل میں ایک ایسی بات چھپائے ہوئے تھا کہ نے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ جب میں مدینہ پہنچا اور آپ کی خدمت میں حاضر آپ نے ایک نظر میری طرف دیکھا اور فرمایا۔ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اسے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ بکر بن صالح نے محمد بن فضیل سے پوچھا وہ کیا بات ہے اس کا بیان وہ بات کسی کو نہ بتاؤں گا۔

نیز راوی کا بیان ہے کہ میرے ایک پاؤں میں (مرق مدنی) ایک مرض پیدا کیا اس سے پہلے آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہیں یہ مرض ہوگا اسے برداشت کرو میرے شیعوں میں سے جس کو یہ مرض پیدا ہوا اور وہ برداشت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہزار شہیدوں کا ثواب لکھ دے گا۔ جب میں بطن مرہ کا ایک مقام (میں پہنچا تو میرے پاؤں پر مرض پیدا ہو گیا اور کسی ماہ اس کی تکلیف رہی دوسرے سال میں نے حج کیا اور آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا مولا میں آپ پر قربان میرے پاؤں پر کچھ پڑھ کر دم کر دیجئے اس میں درد ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں مجھے وہ پاؤں دکھاؤ جو صبح ہے میں نے وہ پاؤں دکھایا آپ نے اس پر دعاء کر دی جب آپ کے پاس سے اٹھا تو اس صبح پاؤں میں بھیج ہو گیا میں نے دل میں کہا آپ نے تو درد سے پہلے اس پر دعاء فرمائی تھی۔ مگر بعد میں بھی صبح ہو گیا۔

ابو مسلم کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر وہ بہت گراں گوش اور بہرہ تھا۔ میں نے آپ سے اپنا حال بیان کیا آپ نے مجھے فرمایا اور اپنا دست مبارک میرے کانوں پر مس کر کے فرمایا اب سنو اور اچھی طرح راوی کا بیان ہے کہ جب سے آپ نے دعا فرمائی میں لوگوں کی خفیف سے خفیف آواز بھی سننے لگا۔

روایت کی گئی ہے کہ جب ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کو فہ کی گلیوں سے گزرے تو دار مسیب کے قریب اترے اس کے صحن میں جنگلی ہیر کا ایک درخت تھا جس میں کبھی پھل نہ آتے تھے آپ نے ایک برتن میں دھوکے لئے پانی منگوایا اور اس ہیر کی بیڑ کے پاس بیٹھ کر دھونو فرمایا اور لوگوں کے ساتھ نماز مغرب و عشاء پڑھی اور دو عدد شکرہ کا سجدہ بجالائے۔ پھر وہاں سے اٹھے اور اس ہیر کے درخت کے پاس آئے تو لوگوں نے دیکھا کہ اس میں بہترین پھل آگئے۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور اسے پکھا تو وہ بہت شیریں تھے اور اس میں بیج نہ تھے۔ بہر حال لوگوں نے آپ کو رخصت کیا اور آپ مدینہ تشریف لائے۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں نے بھی اس درخت کے پھل کھائے واقف اس میں گٹھلی (بج) نہ تھی۔

عمارہ بن زید سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت محمد بن علی جوادی کے سامنے ایک چینی کا پیالہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اے عمارہ میں تمہیں اس سے ایک چیز دکھائوں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے اس پیالہ پہنچا ہاتھ رکھا وہ پھل کر پانی ہو گیا۔ آپ نے اس کو پھر ایک پیالے میں جمع کیا اور پھر اسے اپنے ہاتھ سے مس کیا پھر وہ پیالہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو قدرتِ امام ایسی ہوتی چاہیے۔

ذکر بیان آدم سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام تشریف لائے۔ اس وقت آپ کا سن مبارک چار سال سے بھی کم تھا۔ آپ نے اگر اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور چہرہ آسمان کی طرف بلند فرمایا اور دیر تک کچھ سوچتے رہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند کیا سوچ رہے ہو؟ فرمایا میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میری جدہ ماجدہ پر کیسے کیسے مظالم ہوئے خدا کی قسم جی چاہتا ہے کہ میں ان ظالم لوگوں کو نکالوں۔ انہیں جلاؤں اور ان کی راکھ سمندر میں بہا دوں۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کو اپنے قریب بلایا ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان واقف تم ہی امامت کے اہل ہو۔

① علم مافی الضمیر

ہمارے اصحاب میں سے ایک بزرگ جن کا نام عبداللہ بن زین تھا ان کا بیان ہے

کرمیں قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاور تھا۔ حضرت ابو جعفر علیہ السلام کا دست تھا کہ وہ روزانہ زوال کے وقت مسجد رسول میں تشریف لاتے اور مسجد کے باہر چٹان پاس سواری سے اترتے وہاں سے سیدھے قبر رسول تک آتے اور وہاں سے پھر ہوسہ فاطمہ تک جاتے۔ وہاں نعلین مبارک آتے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ ایک دن میرے پاس آیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری سے اتریں گے میں بڑھ کر آپ کے پاؤں کی خاک اٹھا لوں اس ارادہ سے میں وہاں جا کر بیٹھ گیا اور آپ کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔

جب زوال کا وقت آیا تو آپ اپنی سواری پر تشریف لائے اور وہیں اترے جہاں ہر روز اترا کرتے تھے اور آگے بڑھ گئے اس چٹان پر اترے دروازہ مسجد پر تھی پھر وہاں سے سیدھے مسجد میں داخل ہوئے۔ اور پھر قبر مظہر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور وہاں سے آگے بڑھے۔ آہستہ آہستہ چلتے جب اس مقام پر پہنچے جہاں روزانہ نماز پڑھتے تھے۔ آپ نے اپنا یہ روزانہ معمول میں نے دل میں سوچا اچھا جب آپ اپنا نعلین مبارک اتار کر چلیں گے تو وہاں آپ کے پاؤں کے نیچے کے سنگریزے اٹھا لوں گا۔

مگر دوسرے دن جب زوال کے وقت تشریف لائے تو اس چٹان سواری سے اترے قبر رسول پر پہنچے وہاں سلام کیا پھر اس مقام پر پہنچے جہاں نماز پڑھتے تھے۔ آپ نے نعلین مبارک نہیں اتاری اور اس کے بعد چند دلوں تک آپ معمول رہا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہاں مجھے اس کا موقع نہیں ملے گا۔ اب حمام کا حرم اب حمام میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کے پاؤں کی خاک اٹھا لوں گا۔ مگر آپ حمام تشریف لائے تو مع سواری کے سیدھے کھڑے آئے کی جگہ پہنچے اور چٹان پر سے اترے۔ میں نے حمام والے سے پوچھا تو اس نے کہا۔ بخدا وہ ایسا تو کبھی نہیں تھے آج یہ نئی بات ہے۔ یہ انتظار میں بیٹھا رہا کہ حمام سے نکلیں گے تو سواری تک گئے میں پاؤں کی خاک اٹھا لوں گا۔ مگر آپ نے سواری اندر مگھوالی لباس تبدیل کرنے کی چٹانی پر کھڑے رہے اور وہاں سے سواری پر تشریف لے گئے۔ میں نے دل میں کہا بخدا میں نے مولا کو بہت اذیت پہنچائی۔ اب میں کبھی بھی آپ کے پاؤں کی خاک اٹھا کا ارادہ نہ کروں گا۔ اس کے بعد آپ جب وقت زوال تشریف لائے تو پھر اسی مقام سواری سے اترے جس مقام پر ہمیشہ اترا کرتے تھے۔

میثاقی (۱۷)

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے آنکھ کی تکلیف کی شکایت کی آپ نے ایک کاغذ لیا اور حضرت امام محمد تقی ابو جعفر علیہ السلام کے نام ایک پھوٹا سا پر لکھا۔ خادم کو دیا اور مجھ سے کہا کہ اس کے ساتھ چلے جاؤ مگر یہ بات کسی سے نہ کہنا۔ میں خادم کے ساتھ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس آیا خادم نے وہ خط آپ کے سامنے کھول کر پیش کیا۔ آپ نے ایک نظر اس خط پر ڈالی اور آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کئی مرتبہ ذمیا تم اچھے ہو گئے تم اچھے ہو گئے اور آپ کے ذمیا تے ہی ساری تکلیف جاتی رہی اور اب مجھے اتنا نظر آنے لگا جتنا کسی کو نظر آتا تھا۔

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے عرض کیا اے صاحب فطرس کے شبیہ آپ کو ذاتاً اللہ تعالیٰ نے اس امت میں ایسا ہی بزرگ بنایا ہے جیسا بزرگ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو بنی اسرائیل میں بنایا تھا۔ میں وہاں سے واپس ہوا۔ اور میری نگاہ ایک عرصہ تک بالکل درست رہی مگر جب میں نے لوگوں سے اس راز کو افشا کر دیا کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے میری آنکھ کے لئے دُعا کر دی تھی۔ تو میری آنکھ میں دہی تکلیف پھر شروع ہو گئی۔

لاوی کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن سنان سے پوچھا تم جو شبیہ صاحب فطرس کہا اس کا کیا مطلب تھا؟ اس نے کہا ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے ایک فرشتے پر جس کا نام فطرس تھا ناراض ہوا اور اس کے پروں توڑ دیے اور اسے ایک جزیرے میں ڈال دیا۔ جب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل کو مبارک بادی کا پیغام دے کر بھیجا جبریل فطرس کے دوست تھے اس جزیرے کی طرف سے گزرے اور اسے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چھوٹا نواسہ حسین پیدا ہو چکا ہے۔ اللہ نے مجھے مبارکباد دے کر بھیجا ہے مگر کہو تو میں تمہیں اپنے بازوؤں پر اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے چلوں تمہاری سفارش کروں گے؟ فطرس نے کہا بہت بہتر جبریل نے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک باد کا پیغام پہنچایا۔ پھر فطرس کا واقعہ بیان کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرس سے کہا جاؤ میرے نواسے حسین کے گہوارے سے اپنے بازوؤں کو مسح کر لو۔ فطرس

نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بازوؤں کو پھر جوڑ دیا اور اسے دوبارہ ملا کر ساتھ اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

شاہزادین حسن بن داؤد تقی راوی ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میری عورت حاملہ تھی میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے فرزند مزین عطا فرمائے یہ سن کر آپ تھوڑی دیر گردن جھکا کے رہے۔ پھر فرمایا جاؤ اللہ کو فرزند مزین عطا فرمائے گا یہ آپ نے تین بار فرمایا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں مکہ آیا اور خانہ کعبہ کی طرف گیا محمد بن حسن بن صباح میرے پاس چند آدمیوں کی طرف سے ایک بلاوے کا خط لکھا آیا جن میں صفوان بن یحییٰ و محمد بن سنان امدان عمیر وغیرہ تھے۔ میں ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ان لوگوں نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا میں نے ان لوگوں نے بتایا محمد تقی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے۔ ان لوگوں نے کہا تم کو خوب یاد ہے آنجناب نے فرزند ذکر فرمایا تھا۔ یا فرزند ذکی؟ میں نے کہا مجھے تو ذکر یاد آتا ہے۔ ابن سنان نے غیر تمہارے ہاں نظر کا ضرور پیدا ہو گا مگر یا مرا ہو یا پیدا ہو گا اور پیدا ہوتے ہی مر جائے گا لوگوں نے محمد بن سنان سے کہا ہم لوگ بھی وہی تھے تو تم سمجھے ہو تم نے دل میں سوچا ہم نے اس بیچے کو ناحق دکھ پہنچایا لہذا ابھی میں خانہ کعبہ کے پاس ہی تھا کہ ایک شخص دوڑا اور بولا جلدی چلیں آپ کی زوجہ قریب بہ مرگ ہے میں فوراً اٹھا گا اور دیکھا کہ وہ مرنے کے قریب ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں اس کے ایک مردہ لڑکا پیدا ہوا۔

ابو ہاشم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ تمام سنان حضرت امام محمد تقی ہوا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر قربان مجھے مٹی کھانے کی عادت پڑ گئی ہے آپ دعا فرمائیں یہ سن کر آپ خاموش رہے کچھ دنوں کے بعد آپ نے فرمایا اب ابو ہاشم اللہ نے تمہاری مٹی کھانے کی عادت چھڑادی میں نے عرض کیا جی ہاں اب تو سب سے زیادہ مجھے اس سے نفرت ہے مختار الخراج والجرائح

کتاب ارشاد میں بھی ابو ہاشم کی یہ روایت مرقوم ہے۔ کا جلد ۱ ص ۲۹
اسلام اوری میں بھی ابو ہاشم کی یہ روایت مذکور ہے۔ ارشاد ص ۲۹

ابو ہاشم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد تقی ہوا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا فرزند رسول میرے باپ کا انتقال ہو گیا ہے اس کے پاس بہت رقم تھی مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ یہ رقم کہاں رکھ کر مر گیا ہے اور میں کثیر العیال ہوں اور آپ لوگوں کا دست خالی ہوں میری مدد فرمائیں۔ حضرت ابو جعفر محمد تقی ہوا علیہ السلام نے فرمایا جب تم نماز عشاء سے فارغ ہو تو محمد رسول محمد ہوا علیہ السلام کے پاس جاؤ اور اس کو تمہیں بتا جائے گا کہ رقم کہاں رکھی ہے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اپنے باپ کو خواب میں دیکھا باپ نے کہا بیٹے وہ رقم فلاں جگہ رکھی ہوئی ہے اسے لے لو اور فرزند رسول سے جا کر بتا دو کہ میں نے خواب میں اس رقم کی نشاندہی کر دی ہے۔ باپ کی نشاندہی پر اس شخص نے وہ رقم لی اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں آکر اس نے بتایا کہ میرے باپ نے خواب میں مجھے اس رقم کی نشاندہی کر دی اور کہا ہے کہ اس خدا کا شکر جس نے آپ کو اتنا مکرم بنایا اور آپ کو امامت کے لئے منتخب فرمایا۔

مختار الخراج والجرائح ص ۲۳

۱۸۔ یہ فطرس والے ہیں

احمد بن محمد بن ابی نصر اور محمد بن سنان ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ مکہ میں تھے اور حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام بھی وہیں تھے۔ ہم لوگوں نے آپ سے عرض کیا ہم آپ پر قربان اب ہم لوگ یہاں سے نکلنے والے ہیں اور آپ کا قیام ابھی یہاں ہے گا لہذا اگر مناسب ہو تو حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کو ایک خط تحریر فرمایا دیں تاکہ ان کے پاس قیام کرے آپ نے خط لکھ دیا ہم لوگ وہ خط لے کر دینہ پہنچے اور کوفہ (خادم) سے کہا ذرا حضرت ابو جعفر کو باہر لاؤ وہ انہیں باہر لایا۔ آپ موفوق کی آغوش میں سینے سے لگے ہوئے تھے۔ آپ اس خط کو پڑھتے سمجھے اس کو تہہ کرتے اور کھینچتے یہاں تک کہ آپ نے اس خط کو آخر تک اس طرح پڑھا کہ ادبیری حصہ کو تہہ کرتے اور پھینچتے کھوٹتے جاتے۔

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ جب پورا خط پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا "نجات یافتہ نجات یافتہ" احمد کا بیان ہے کہ ابن سنان نے کہا واقعاً یہ فطرس والے ہیں۔ یہ فطرس والے ہیں۔

(رجال کشی ص ۲۷)

۱۹۔ اکوٹے فرزند

احمد بن محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے میرے پاس اپنے ایک غلام کو خط دے کر بھیجا جس میں حکم تھا کہ مجھ سے آکر ملو۔ حاضر ہوا۔ وہ اس وقت مدینہ میں خانہ بنیہ کے اندر مقیم تھے میں اندر داخل ہوا سلام کیا آپ نے صفوان اور محمد ابن سنان وغیرہ کا تذکرہ کیا جن کے متعلق وہ اکثر لوگوں سے چکے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا میں آپ کو زکریا بن آدم کی طرف بھی متوجہ کروں۔ دل میں کہا کہ میں کون ہوتا ہوں کہ اپنے مولایا جیسے کو توجہ دلاؤں وہ جو کچھ کہے ہے میں اس سے خوب واقف ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو علی سنو ابو یحییٰ جیسے کے معاملہ میں مناسب نہیں وہ میرے پروردگار کی خدمت میں رہ چکے ہیں ان کی نظر میں ان کا مقام تھا۔ ادران کے بعد میرے نزدیک بھی ان کا ایک مقام ہے۔ اگرچہ مجھے مال کی ضرورت ہے مگر انہوں نے ابھی تک نہیں بھیجا۔

میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان وہ آپ کے پاس مال خمس بھیجے ہیں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اگر تم مولایا سے ملاقات کرو تو کہہ دینا کہ مال خمس کے بھیجے میرے لئے رکاوٹ صرف میمون و مسافر کا اختلاف ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا ایک خط اس کے پاس لے جاؤ اور کہہ دینا کہ وہ مال خمس بھیج دے۔ میں آپ کا کر ذکر یا کے پاس آیا تو زکریا خود مال خمس لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ نے مجھ سے خود بغیر پوچھے ہوئے فرمایا ایشیہ دور کر لو۔ میرے سوا میرے والد کا کوئی اور فرزند نہیں میں نے عرض کیا آپ صحیح فرمایا میں آپ پر قربان۔

احمد بن محمد نے اپنے باپ سے یہی روایت کی ہے۔ بشار بن علی حسن بن علی دشام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں مدینہ کے مشربہ مریم میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا ایسی نہ جانا میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی قیضوں میں قیض آپ سے مانگوں گا مگر نہ مانگ سکا۔ اچھا اب جب وہ پلٹ کر آئیں گے تو مانگ لے گا آپ نے اپنی واپسی سے پہلے ہی بغیر مانگے ہوئے مقام مشربہ میں میرے پاس ایک بیچ دی اور دستاورد نے آکر کہا کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لو یہ حضرت

رضا علیہ السلام کی قیض ہے جس میں آپ نماز پڑھا کرتے ہیں۔

البرکات والبرکات

۲۰۔ اخبار بالغیب

ابن ادریس سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں پہچانے کے لئے ایک عورت نے میرے ساتھ کچھ زیورات کچھ نقدیات کر بیٹے اور میں یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ سب کچھ اسی عورت کا ہے اس لئے میں نے اس سے اس کی تفصیل بھی نہیں پوچھی۔ میں سب مال لیکر مدینہ پہنچا اور دیگر اصحاب کے اموال کے ساتھ میں اس کا مال بھی لے کر مدینہ پہنچا اور سب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا اسی ایک خط میں لکھ دیا کہ فلاں عورت کی طرف سے یہ یہ مال اور فلاں فلاں لوگوں کی طرف سے یہ یہ مال روانہ خدمت ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا فلاں فلاں شخصوں کی طرف سے جو تم نے مال بھیجا وہ موصول ہوا نیز دو عورتوں کی طرف سے یہ یہ موصول ہوا۔ اللہ تمہارا یہ عمل قبول کرے تم سے خوش ہے اور تمہیں دنیا اور آخرت دونوں میں ہم لوگوں کے ساتھ قلم دے۔

جب میں نے سنا کہ دو عورتوں کا مال پہنچا ہے تو مجھے شک ہوا کہ کہیں خط تبدیل تو نہیں ہو گیا ہے کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اس میں صرف ایک عورت کا مال ہے۔ یہ دو عورتوں کا مال کیسا معلوم ہوتا ہے میرے خط پہنچانے والے کی غلطی ہے۔ اب جب میں اپنے وطن واپس آیا تو وہ عورت آئی اور اس نے پوچھا کیا ہمارا بیضاعت مولانا تک پہنچا دی؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا اور فلاں عورت کی؟ میں نے کہا کیا اس میں کسی اور عورت کی بھی بیضاعت شامل تھی؟ اس نے کہا ہاں اس میں میری رقم اتنی تھی اور میری فلاں بہن کی اتنی تھی۔ میں نے کہا ہاں ہاں پہنچا دی۔

ابراہیم بن سعید سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام محمد بن ابوالوہاب علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک گھوڑی سامنے سے ہو کر گزری آپ نے فرمایا آج شب اس گھوڑی کے زنجیر پیدا ہوگا۔ جس کی پیشانی سفید ہو گی۔ یہ سن کر میں نے اجازت چاہی اور اس گھوڑی کے مالک کے ساتھ ساتھ چلا اور مسلسل رات بھر اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ اسی شب میں اس کے ویسا ہی بچھڑا پیدا ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا اے ابن سعید اگر کوئی نے کہا تھا اس میں تمہیں شک تھا اچھا اب سنو تمہارے گھر میں جو تمہاری زوجہ عالمہ

ہے اس کے لڑکا پیدا ہوگا مگر وہ کاناریک چشم ہوگا۔ بخدا اس کے بعد میرا لڑکا محمد پیدا ہوگا۔
جوکانا اور یک چشم تھا۔

۳۱) کینز کی خریداری

حیرتی نے کتاب الدلائل میں صلح بن عقبہ سے روایت کی ہے اس بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حج کا فریضہ ادا کیا اور حضرت ابو جعفر جواد علیہ السلام اپنی محروم زندگی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جب تم حرم سے نکلو گے تو ایک کینز لینا اس سے اللہ تم کو ایک لڑکا عطا فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر ہاں کیا آپ کی خریداری میں مجھے مشورہ دیں گے۔ فرمایا ہاں جب تمہیں کوئی کینز پسند آئے تو مجھے اطلاع دینا عرض میں ایک کینز پسند کر کے آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں آپ پر قربان میں نے ایک کینز پسند کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا تم چلو اور اس کینز کے قریب کھڑے ہو جاؤ میں آتا ہوں۔ میں بردہ فرزند کی دوکان پر پہنچا۔ آپ ادھر سے گزرے کینز پر ایک نظر ڈالی اور آگے بڑھ گئے۔ میں آپ کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا میں دیکھ لیا اگر تمہیں پسند ہے تو فروز خرید لو مگر اس کی عمر بہت کم رہ گئی ہے میں نے عرض کیا پھر میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر پسند ہے تو خرید لو۔ دوسرے دن میں پھر بردہ فرزند کی دوکان پر پہنچا۔ اس نے کہا اس کینز کو بخار ہے۔ میں تیسرے دن پھر گیا پوچھا اس نے کہا آج وہ مر گئی اور میں نے اس کو دفن بھی کر دیا۔ میں نے اگر آپ سے اس کے مرنے کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا اب کوئی اور دیکھو میں نے ایک کینز کو پھر دیکھا کہ اس کو اطلاع دی آپ اپنی سواری پر میرے ساتھ چلے میں اس کینز کے قریب پہنچا۔ آپ ادھر سے ہو کر گزرے۔ میں وہاں سے پھر آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا ہاں اسے خرید لو میں نے دیکھ لیا ہے۔ آپ کے مشورہ پر میں نے اسے خرید لیا پھر اسی کینز سے میرا لڑکا محمد پیدا ہوا۔

صلح بن عقبہ اصحاب سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حج کے لئے گیا اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے اپنی تنہا اور محروم زندگی کی شکایت کی آپ نے فرمایا جب تم حرم سے نکلو تو ایک کینز خریدو اللہ تم کو اس سے ایک فرزند عطا کرے گا۔ میں نے عرض کیا میرے ساتھ آپ بھی چلیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ سواری پر سوار ہو کر سخاس (بازار) گئے اور ایک کینز کو منتخب کر کے فرمایا اسے خریدو۔

۶۱) میں نے اسے خرید لیا اور محمد اللہ اس کے لطن سے میرا بیٹا محمد پیدا ہوا۔ (الترغیب والترہیب)
ولائل طبری میں محمد بن علی شلقانی سے روایت مرقوم ہے کہ اسحاق بن سہائل نے اس سال حج کیا جس میں سے ایک گروہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں گیا تھا اس وقت کا بیان ہے کہ میں نے ایک پرچہ پر اپنے دس سوالات لکھ لئے تھے کہ میں ان کے لئے آپ سے پوچھوں گا اور میری زوجہ حاملہ تھی میں نے سوچا جب آپ میرے ان سوالات کا فیصلہ جواب دے دیں گے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ میری زوجہ کے ہاں فرزند نرینہ پیدا ہو۔ عرض جب سب لوگ اپنے سوالات کر چکے تو میں اٹھا میرے ہاتھ میں وہ پرچہ تھا جس میں میرے مسائل تحریر تھے۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابو یعقوب تم اپنے لڑکے کا نام احمد رکھنا۔ پھر میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام احمد لکھا وہ ایک مدت تک زندہ رہا۔

۱۲) لہو و لوب سے نفرت

علی بن حسان واسطی المعروف بہ العرش سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں بچوں کے کچھ کھلونے لے گیا۔ جس میں کچھ جانوری کے بھی تھے اور نینت یہ تھی کہ میں یہ سب اپنے آقا حضرت ابو جعفر علیہ السلام کو بطور تحفہ پیش کروں گا۔ جب سب لوگ اپنے اپنے سوالات کے جوابات پا کر چلے گئے تو آپ اٹھے اور مقام صریا کی طرف چلے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا اور آپ کے سلام موفق سے ملا اور اس سے کہا مولا سے اذن باریابی دلادو۔ آپ نے اجازت دی میں اندر گیا سلام کیا آپ نے جواب سلام دیا۔ مگر آپ کے چہرے سے ناپسندیدگی کا اظہار ہو رہا تھا آپ نے مجھے بیٹھنے کے لئے بھی نہیں کہا۔ میں قریب گیا اور جو کچھ اپنی آستین میں لے گیا تھا وہ سب آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے عقہ کی نظر سے میری طرف دیکھا اور وہ سب کھلونے ادھر ادھر پھینک دیئے فرمایا مجھے اللہ نے اس کے لئے نہیں پیدا کیا ہے۔ مجھے لہو و لوب سے کیا مطلب؟ میں نے فوراً صاف چائی آپ نے معاف کر دیا اور میں باہر نکل آیا۔

صلح بن داؤد یعقوبی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو جعفر محمد تقی جواد علیہ السلام کو مومن کے استقبال کے لئے شام جانا پڑا تو آپ نے حکم دیا کہ میری سواری کی دم باندھ دی جائے۔ حالانکہ وہ زمانہ شدت کی مگر یہی کا تھا

یانی دیارش کا کہیں سوال نہ تھا۔ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا ان کو سواری پر سوار ہونا
 آنا سواری کی دم باندھنے کا موقع کوئی اور ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابھی ہم لوگ تھوڑی سی ڈی
 گئے تھے کہ راستہ بھول کر کسی اور طرف پہنچے اور وہاں کچھ پیش پھنس گئے۔ جس سے
 لوگوں کا سارا لباس اور سارا سامان تخراب ہو گیا۔ اور آپ کے لباس پر کوئی دھبہ نہ آیا۔
 مختار الخراج والجرع ص ۲۳

امیر ابن علی قیس سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ہم اور حماد بن
 مرزب میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں آپ سے رخصت ہونے کے
 حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا آج نہ جاؤ کل جاؤ۔ جب ہم لوگ آپ کی خدمت سے
 حماد نے کہا میں تو آج ہی جاؤں گا اس لئے کہ میرا سامان روانہ ہو چکا ہے۔ میں نے کہا
 کہ میں ٹھہروں گا۔ حماد نہیں مانا روانہ ہو گیا اور اسی شب کو ولوی میں زبردست طوفان آیا
 میں وہ ڈوب کر مر گیا اور اس کی قبر اسی داوی میں ہے۔

کشف الغم میں اور دلائل حمیری میں امیر سے اسی کے مثل روایت
 رکشف الغم ص ۲۳

علم منایا

۲۳) عمران بن محمد اشعری سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں حضرت امام
 تقی جو ادکی خدمت میں حاضر ہوا اور توہمسال دریافت کرنے تھے کہ اس کے بعد
 کیا کہ میری زوجہ امام الحسن نے آپ کو سلام کہا ہے اور عرض کیا ہے کہ اگر آپ اپنے لباس
 سے کوئی لباس مجھے عنایت فرمادیتے تو میں اسے اپنے کفن کے لئے رکھ لیتی۔ آپ نے
 اگر آپ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عرض میں آپ کی خدمت سے نکلا مگر سمجھ میں نہیں آیا کہ
 اس طرح فرمانے کا مطلب کیا ہے مگر کچھ ہی دنوں میں اس کی موت کی خبر ملی کہ وہ آج
 تیرہ یا پندرہ دن پہلے ہی انتقال کر چکی تھی۔
 مختار الخراج والجرع ص ۲۳

دلائل حمیری میں بھی عمران سے ایسی ہی روایت مرقوم ہے۔
 اس کا بیان ہے کہ ایک بار میری والدہ نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے مولا
 ان کے جسم کی اتاری ہوئی کوئی قیض مانگ لائیں نے آپ سے قیض مانگی آپ نے فرمایا
 اب اس کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد یہ اطلاع آئی کہ میری والدہ کا اس دن سے
 دن پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔
 رکشف الغم ص ۲۳

محمد بن سہیل بن یسع سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں مکہ کے اطراف
 میں تھا۔ مدینہ گیا اور حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرا ارادہ تھا کہ آپ
 کے لباس میں سے کوئی لباس مانگوں گا مگر مانگی بھول گیا اور رخصت ہو کر واپسی کے ارادے سے
 نکلا اور دل میں کہا اب خط لکھ کر مانگ لوں گا۔ میں نے آپ کو خط لکھا اور مسجد رسول میں آیا
 کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں اور استخارہ دیکھ لوں اگر استخارہ آئے تو خط لکھوں ورنہ اسے
 چاک کر دوں۔ میں نے استخارہ دیکھا اور استخارہ منع آیا میں نے خط چاک کر دیا اور مدینہ سے
 نکلا ابھی چلا ہی تھا کہ دیکھا کہ آپ کا ایک فرستادہ آ رہا ہے اس کے ایک رومال کچھ کپڑے ہیں
 ورجح کو پیرتا ہوا اور پوچھتا ہوا آگے بڑھا کہ اس میں محمد بن سہیل قی کون ہے یہاں تک کہ وہ
 مجھ تک پہنچا اس لئے کہ تمہارے آقا نے تمہارے لئے یہ لباس بھیجا ہے محمد بن سہیل کا بیان
 ہے کہ اللہ کا کرنا یہ کہ میں نے اپنے والد کی موت پر ان کو غسل دیا اور انہیں دونوں چادروں
 میں کفن دیا جسے آپ نے بھیجا تھا۔
 مختار الخراج والجرع ص ۲۳

سہیل بن زیاد نے ابن حدیب سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایک
 قافلہ کے ساتھ حج کے لئے نکلا راستہ میں ڈاکہ پڑ گیا جب مدینہ پہنچا تو راستہ میں حضرت ابو
 جعفر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ میں آپ کے گھر پہنچا اور سارا قصہ سنایا کہ ہم لوگ بری
 طرح لٹ گئے۔ آپ نے میرے لئے ایک لباس کا حکم دیا اور کچھ دینار عطا فرمائے اور کہا تم اس
 کو اپنے ساتھیوں میں جن کا مال گیا ہے تقسیم کر دینا۔ میں نے وہ دینار تقسیم کئے تو جس کا جس قدر
 مال لٹا تھا وہ اسے مل گیا نہ اس سے کم ہوا نہ اس سے زیادہ۔
 (الخراج والجرع)

۲۴) حسن وریاب سے نفرت

محمد بن ریان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے
 خلاف ہر حال میں کر دیکھی جب کوئی چال کارگرد ہوتی تو بالآخر اس نے ایک موحسن و جمیل
 خادما میں طلب کیں جن کے ہاتھوں میں ساغر اور ساغر میں جوہرات بڑے ہوتے تھے تاکہ کہ کنز
 حضرت ابو جعفر امام تقی علیہ السلام جہاں بیٹھیں یہ ان کے سامنے کھڑی رہیں مگر آپ ان میں سے
 کسی کی طرف ملتفت نہیں ہوئے۔

ایک شخص جس کا نام مختارق تھا بہت اچھا گاتا بجاتا تھا۔ اس کی لمبی سسی
 کھڑی تھی ماموں نے اسے بلایا اس نے کہا یا امیر المؤمنین اگر کوئی دنیاوی کام ہو تو بتائیں
 اسے انجام دینے کے لئے کافی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام

کے سامنے بیٹھ گیا اور ایک ایسی زور دار تان لگائی کہ سب گھروالے جمع ہو گئے اور ان کے ساتھ وہ خود بجانے اور گلے لگا۔ جب اسے گاتے ہوئے ایک ساعت گزر گئی تو امام تقی علیہ السلام گردن جھکائے بیٹھے رہے اس کی طرف ملتفت نہیں ہوئے نہ جلا دیکھا نہ بائیں۔ بیکار آپ نے سناٹھایا اور فرمایا اے لمبی داڑھی والے اللہ سے ڈریں یہی مضراب اور خود اس کے ہاتھوں سے گڑا پھر مرتے دم تک اس کے ہاتھ خود مضراب اٹھانے کے قابل نہ ہوئے۔ مامون نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا جب وقت سے حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے مجھے ڈانٹا ہے میں ایسا ڈرا ہوں کہ وہ خوف تان میرے دل سے نکلے گا۔

اصول کافی میں محمد بن زبیر سے اسی کے مثل روایت ہے

۲۵) شکر الحمد للہ

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو الحسن امام علی تقی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے پوچھا اے محمد آل فرج میں کوئی حادثہ رونما ہوا ہے میں نے کہا جی ہاں عمر نے رحلت کی آپ نے فرمایا الحمد للہ علی ذلک رضا کا شکر ہے یہ شمار کیا آپ نے جو میں مرتبہ خدا کا شکر ہے فرمایا۔ پھر کہا تمہیں معلوم ہے اس نے پیر بزرگوار کے متعلق کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ میرے پیر عالیقدر اس کے درمیان کسی مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی اسی اثنا میں اس نے میرے والد سے کہا ہے کہ اس وقت آپ نشتر میں ہیں۔ میرے والد نے کہا پروردگار اگر تجھ کو علم ہے کہ روزے سے ہوں تو اس کم سخت کو جنگ اور قید کا سزا چکھ لے۔ خدا کی قسم چند ہی بعد اس کا مال و اسباب سب چھین کر اسے قید میں ڈال دیا گیا اور اب وہاں ہی مر گیا۔

۲۶) علم منایا

کتاب نوادر الحکمت میں موسیٰ بن جعفر نے امیر بن علی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں مرینہ میں تھا اور حضرت امام محمد علیہ السلام کے پاس جایا کرتا تھا اور اس وقت حضرت ابو الحسن موسیٰ رضا علیہ السلام میں تھے۔ آپ کے اہل خاندان، آپ کے والد کے چچا وغیرہ آپ کے پاس سلام کے آیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنی کینز کو بلایا اور کہا جا کر کہہ دو کہ ماتم وعزاکے لئے

ہو جائیں۔ سب لوگ آپ کے پاس آئے اور واپس ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے آپ سے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ کس کا ماتم اور کس کی صفت عزاء، عرض دوسرے دن آپ نے پھر ان کو کہہ دیا کہ صفت ماتم وعزاکے لئے تیار ہو جائیں۔ وہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور پوچھا کس کا ماتم اور کس کی صفت عزاء؟ آپ نے فرمایا اس کی صفت ماتم جو روئے زمین پر سب سے بہتر ہے۔ پھر چند دنوں کے بعد حضرت ابو الحسن امام علی رضا علیہ السلام کی خبر فوات آئی کہ اسی تاریخ کو آپ نے رحلت فرمائی تھی۔

محمد بن عبد اللہ بن مہران کا بیان ہے کہ محمد بن العروج نے مجھے بتایا کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے مجھے خط لکھا کہ میرے پاس خمس بھیج دو اب میں سوائے اس سال کے تم لوگوں سے خمس لینے کے لئے موجود نہیں رہوں گا۔ چنانچہ اسی سال آپ نے وفات پائی۔

۲۷) اخبار العلوم

احمد بن علی بن مکتوم شری سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے اپنے صاحب میں سے ایک شخص کو دیکھا جو ابی زینبہ کے نام سے مشہور ہے اس نے مجھ سے احکم بن ابی شامہ مروزی کے اور اس کے قصہ کے متعلق دریافت کیا اور یہ بھی پوچھا کہ اس کے گلے پر نشان کیسا ہے؟ اور میں نے احکم بن ابی شامہ مروزی کی گردن پر ایک نشان دیکھا تھا۔ جیسے معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اس کو زخم کر دیا ہو۔ میں نے ابی زینبہ کو جواب دیا کہ میں نے احکم بن ابی شامہ سے اس نشان کے متعلق پوچھا تھا مگر اس نے کچھ نہیں بتایا۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم سات آدمی بغداد کے اندر ایک ہی حجرہ میں رہ کر رہتے تھے یہ حضرت ابو جعفر تانی علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ایک دن عصر کے وقت احکم غائب ہو گیا اور رات گئے تک واپس نہیں آیا نصف شب کو حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی ایک تحریر ہم لوگوں کے پاس آئی کہ تمہارا ساتھی ذبح کیا ہوا اور ایک چٹائی میں لپٹا ہوا فلاں کوڑے خانہ پر پڑا ہوا ہے جاؤ اسے اٹھا کر لاؤ فلاں فلاں فلاں گاؤ۔ ہم لوگ گئے اور دیکھا کہ واقعاً جیسا آپ نے تحریر فرمایا تھا وہ ذبح کیا ہوا پڑا تھا اسے اٹھا لائے اور آپ کے ارشاد کے مطابق دروازی وہ اچھا ہو گیا۔

احمد بن علی کا بیان ہے کہ احکم بن ابی شامہ راغیار کے ہاتھ لگ گیا تھا انہوں نے اس کو ذبح کر کے ایک منزلہ پر ڈال دیا تھا۔

ابو زینب سے بھی یہی روایت مرقوم ہے۔

۲۸) سامان کس سے خرید جائے

ابو ہاشم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو جعفر علیؑ نے مجھے تین سو دینار اور ایک مھیلی مجھے دی اور حکم دیا کہ یہ میرے فلاں چچا زاد بھائی کے لئے جاؤ اور نہ لےو نہ تم سے یہ کہے گا کہ تم ہی بتاؤ میں سامان کس سے خریدوں تم دینا۔ ابو ہاشم کا بیان ہے کہ میں وہ دینار کی مھیلی بیچا لے گیا تو انہوں نے کہا اے ابو ہاشم یہ بتاؤ میں سامان کس سے خریدوں؟ میں نے اسی طرح بتا دیا جیسا کہ امام نے فرمایا۔

کتاب ارشاد میں بھی ابو ہاشم سے یہی روایت ہے۔
یہی روایت ابن عیاش نے کتاب اخبار ابی ہاشم میں تحریر کی ہے۔
ابو ہاشم سے روایت ہے کہ میرے جمال نے اصرار کیا کہ میں حضرت علیؑ سے سفارش کر دوں کہ وہ اسے بھی اپنے کاموں پر لگا دیں۔ جب میں خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ کے ساتھ بہت لوگ بیٹھے ہوئے ہیں بات نہیں آپ کے سامنے دسترخوان لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اے ابو ہاشم کھانا کھاؤ آپ نے میرے بغیر کچھ کہے ہوئے اپنے غلام سے کہا۔ اے غلام ابو ہاشم کو جو جمال اسے اپنے یہاں کسی کام میں لگا دو۔

اعلام الوریٰ میں بھی ابو ہاشم کی یہ روایت مرقوم ہے۔
کتاب ارشاد میں بھی ابو ہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔

۲۹) علم الاخبار

ابراہیم محمد سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ابو جعفر محمد بن ابی ایک خط لکھا اور ہدایت کی جب تک یحییٰ بن عمران کی وفات نہ ہو جائے یہ خط نہ کھولا کا بیان ہے وہ خط میرے پاس کئی برس تک پڑا رہا میں نے اسے نہیں کھولا۔ جس بن عمران کا انتقال ہوا میں نے وہ خط کھولا اس میں تحریر تھا کہ اٹھو اور جو یحییٰ بن عمران دیتا تھا وہ تم انجام دو۔

راوی کا بیان ہے کہ مجھے یحییٰ و اسماعیل فرزندان سلیمان بن داؤد نے

کہ جس روز یحییٰ بن ابی عمران کا انتقال ہوا اسی روز ابراہیم نے وہ خط قبرستان میں پڑھا اور ابراہیم کہا کرتا تھا کہ جب تک یحییٰ بن عمران زندہ تھے۔ میں موت سے نہیں ڈرتا تھا۔ یہ بات مجھے حسن بن عبداللہ بن سلیمان نے بتائی۔

ابراہیم کے حالات مثلاً جزء اب ۱۸۱-۱۸۲ (۳)

۳۰) غسل امام پر دست امام

ابوصلت ہر دی خادم امام رضا علیہ السلام سے مردی ہے کہ ایک دن صبح کے وقت حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا جاؤ اس قبے سے جس میں بارون دفن ہے ایک مٹھی خاک دروازے کے قریب سے ایک مٹھی دائیں جانب سے ایک مٹھی بائیں جانب سے ایک مٹھی صدر سے یعنی ہر جگہ کی مٹی الگ الگ رکھ لو۔

ابوصلت کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے مطابق کیا اور ہر جگہ کی مٹی لا کر آپ کے سامنے ایک رومال پر الگ الگ رکھ دی آپ نے اس میں سے دروازے کے قریب والی مٹی اٹھائی اور فرمایا یہ دروازے کے قریب والی مٹی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں فرمایا اگل میرے لئے یہاں ایک قبر کھودی جائے گی۔ مگر وہاں ایک پتھر کی چٹان نکلے گی اور کھودنا ناممکن ہو جائے گا یہ کہہ کر آپ نے وہ مٹی پھینک دی۔ دوسری مٹی اٹھائی فرمایا یہ دائیں جانب کی مٹی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا وہاں کے بعد پھر یہاں میری قبر کھودی جائے گی۔ مگر وہاں ایک نوکدار چٹان نکلے گی اور وہاں بھی نہ کھد سکے گی۔ آپ نے اس مٹی کو پھینک دیا۔ تیسری مٹی اٹھائی فرمایا پھر یہاں میری قبر کھودنے کی کوشش ہوگی یہاں بھی نوکدار چٹان نکلے گی اور وہاں بھی ممکن نہ ہوگا۔ وہ مٹی بھی پھینک دی اور صدر کی جانب والی مٹی اٹھائی اور فرمایا یہ صدر کے طرف کی مٹی ہے۔ آخر میں یہاں میری قبر کھودی جائے گی اور مسلسل کھدتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ پوری کھد جائے گی۔ اور جب پوری قبر تیار ہو جائے تو تم قبر کی تہ میں اپنا ہاتھ رکھ کر یہ کلمات کہنا اس میں سے فوراً ایک پانی کا چشمہ بٹے گا اور پوری قبر پانی سے لبریز ہو جائے گی اور اس میں چھوٹی چھوٹی پھلیاں ظاہر ہوں گی تم روٹی پور کر کے اس میں ڈال دینا وہ پھلیاں اسے کھائیں گی اس کے بعد ایک بڑی پھلی نمودار ہوگی جو ان تمام چھوٹی پھلیوں کو نکل جائے گی پھر وہ بھی غائب ہو جائے گی جب وہ غائب ہو جائے تو تم پانی پر ہاتھ رکھ کر یہ کلمات دہرانا سارا پانی اندر جذب ہائے گا اور میری جانب سے مامون سے درخواست کرنا کہ وہ بھی قبر کھودتے وقت موجود

کے تاکہ اس کا مشاہدہ کر سکے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ابھی ابھی مامون کا فرستادہ مجھے بلاسنے کے آئے گا تم میرے ساتھ چلنا اور دیکھنا کہ اگر اسکے پاس سے اپنا سر کھولے ہوئے اچھے تو مجھ سے بات کرنا اور اگر دیکھنا کہ سر ڈھکا ہوا ہے تو بات نہ کرنا۔ ابوصلت کا بیان کرنا ابھی یہ گفتگو تمام ہوئی تھی کہ مامون کا آدمی آیا آپ نے اپنا لباس پہنا اور روانہ ہوئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب آپ مامون کے پاس پہنچے تو اس نے جھپٹ کر آپ کو پوسر دیا اور اپنے ماتھے اپنے تحت پر بٹھایا۔ اس کے سامنے ایک طبق رکھا ہوا تھا۔ میں انگور تھے۔ مامون نے اس طبق سے انگور کا ایک گچھا اٹھایا اس کے چند دانے اور وہ چند دانے چھوڑ دیئے جو زبر آلود تھے پھر امام رضا علیہ السلام سے کہا یہ انگور میرے پاس تحفہ میں آئے تھے مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ اس میں سے آپ کو نہ کھدو۔ اس میں سے آپ بھی کھائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے معاف کرو۔ اس نے کہا نہیں یہ میری قسم آپ کھائیں گے تو مجھے خوشی ہوگی۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ آپ کو اس کے کھانے سے معاف رکھو اور وہ محمد و علی کا واسطہ دے کر فرمایا کہ آپ اس میں سے کچھ نہ کھائیں آپ نے اس میں سے انگور کے تین دانے اٹھائے اپنا سر ڈھانپ لیا اور باہر نکلے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا آپ نے اپنے گھر میں مجھے اشارہ کیا کہ دروازہ بند کرو۔ میں نے دروازہ بند کر دیا آپ اپنے بستر پر سو گئے میں آکر مکان کے صحن کے بیچ میں بیٹھ گیا ناگاہ دیکھا کہ ایک صاحبزادے والے مکان کے اندر آئے اور اگچھ میں نے ان کو کبھی دیکھا نہ تھا مگر خیال ہوا کہ امام رضا علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت محمد تقی جو اد میں میں نے عرض کیا مولا دروازہ تو بند ہے آپ کہہ کر سے تشریف لائے؟ فرمایا بلا ضرورت سوال نہ کرنا۔ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حجرے کی طرف بڑھے جب امام رضا علیہ السلام کو دیکھا تو فوراً ان کی طرف بڑھے انہیں سینے سے لگا یا وہ دونوں بستر پر بیٹھ گئے امام رضا علیہ السلام نے اپنی چادر دونوں پر ڈال لی اور آہستہ آہستہ بائیں کرتے جس کو میں بھی نہ سکا اس کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے بستر پر لیٹ گئے اور محمد تقی علیہ السلام نے انہیں چادر اٹھا دی پھر باہر صحن میں نکل آئے اور فرمایا ابوصلت میں نے عرض کیا لیکر فرزند رسول فرمایا تمہارے مولا امام رضا علیہ السلام نے کی اللہ تمہیں صبر دے۔ یہ سن کر میں رونے لگا فرمایا امت روز قیامت غسل کے لئے تخت

کی لاد تاکہ انہیں غسل دے دیا جائے۔

میں نے عرض کیا مولا پانی تو حاضر ہے مگر گھر میں کوئی غسل کا تخت نہیں ہے میں باہر جا کر لاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں تو شہ خانہ میں موجود ہے نکال لاؤ میں اندر گیا تو دیکھا کہ واقعاً غسل کا تخت رکھا ہوا ہے اور اس سے پیسے میں نے اس گھر میں کوئی تخت نہیں دیکھا تھا میں اسے اٹھا لیا اور پانی بھی لایا۔ فرمایا اب ادھر آؤ ہم لوگ امام رضا علیہ السلام کو اٹھا کر تخت پر لٹائیں۔ ہم دونوں نے مل کر آپ کو اٹھایا اور تخت پر لٹا دیا پھر مجھ سے فرمایا اچھا اب تم باہر چلے جاؤ۔ میں باہر نکل آیا اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے ان کو تنہا غسل دیا پھر فرمایا کفن اور جنوٹلاؤ میں نے عرض کیا کفن تو کوئی رکھا ہوا نہیں ہے فرمایا تو شہ خانہ میں جاؤ وہاں موجود ہے میں اندر گیا تو دیکھا کہ اس میں کفن اور جنوٹ دونوں رکھے ہوئے ہیں اسے اٹھا لیا آپ نے اپنے ہاتھ میں سے کفن پہنایا اور جنوٹ کیا پھر فرمایا تو شہ خانہ میں تابوت رکھا ہوا ہے لاؤ مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آئی کہ اس میں تابوت نہیں ہے ہر حال میں اندر گیا دیکھا تو تابوت بھی موجود تھا حالانکہ اس سے پہلے میں نے اس میں کوئی تابوت نہیں دیکھا تھا۔ میں اٹھا لیا تو آپ نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو تابوت میں لٹایا اور فرمایا اب آؤ نماز جنازہ پڑھ لی جائے۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی اس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اور نماز مغرب کا وقت آ گیا تھا۔ آپ نے نماز مغرب و عشاء ادا فرمائی۔ اس کے بعد ہم دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے کہ دیکھا کہ حجرے کی پھت شکافتہ ہوئی۔ اور تابوت بلند ہوا اور باہر چلا گیا۔ میں نے عرض کیا مولا آقا مامون مجھ سے اس کا مطالبہ کرے گا تو میں کیا جواب دوں گا۔ آپ نے فرمایا پریشان نہ ہو وہ ابھی واپس آئے گا جب کوئی نبی مغرب میں انتقال کرتا ہے اور اس کا وہی مشرق میں ہوتا ہے تو اللہ ان دونوں کو دن سے پہلے بچا کر دیتا ہے۔ عرض جب رات آدھی سے کچھ زیادہ گزر گئی تو تابوت وہیں آیا پھت شکافتہ ہوئی اور تابوت اپنے مقابلہ پر آکر ٹھہر گیا۔

اس کے بعد جب ہم لوگ نماز صبح پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا اب دروازہ کھول دو وہ ظالم ابھی ابھی تمہارے پاس آئے گا اس سے کہہ دینا کہ امام رضا علیہ السلام کا غسل و کفن سب ہو چکا۔ میں دروازہ کھولنے کے لئے گیا اب دیکھا تو آپ غائب تھے معلوم نہیں کہ کس دروازے سے آئے تھے اور کس دروازے سے تشریف لے گئے آتے آئے کیا مامون پہنچا اور پوچھا کہ امام رضا علیہ السلام کا کیا حال ہے میں نے کہا اللہ آپ کو

میرے وہ انتقال کر گئے۔ یہ سن کر وہ سواری سے اتر آیا اور پھاڑا سر پر خاک اور دیر تک روتا رہا اس کے بعد کہا اچھا اب تجھ پر تکفین کا سامان کرو میں نے کہا سب سے فراغت ہو چکی ہے پوچھا یہ سب کس نے کیا؟ میں نے کہا ایک صاحبزادے آئے تھے ان کو پہچانتا تو نہیں مگر خیال ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام صاحبزادے تھے۔

مامون نے کہا اچھا تو پھر اب اس قبے کے اندر قبر کھودی جائے نے کہا مگر انہوں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ قبر کھودنے وقت آپ بھی موجود رہیں اس نے کہا ہاں ہاں میں موجود رہوں گا۔ اس کے لئے ایک کرسی لائی گئی وہ اس پر اور حکم دیا کہ دروازے کے پاس قبر کھودو۔ قبر کھودنے لگی تو ایک بڑی چٹان برآمد ہوئی چٹان پر آکر ہوئی۔ حکم دیا اچھا صدر کی جانب کھودو وہاں کھودی گئی تو آسانی سے قبر کھرنے لگی۔

جب میں قبر کھود کر فارغ ہوا تو میں نے قبر کی تہ میں ہاتھ رکھ کر اسے بتائے ہوئے کلمات پڑھے۔ فورا پانی کا ایک چشمہ چھوٹ نکلا اس میں بہت سی مچھلیاں تھیں۔ میں نے اس میں روٹی چور کس کے ڈال دی وہ مچھلیاں اسے کھانے لگیں۔ بڑی مچھلی نمودار ہوئی جو ان تمام چھوٹی مچھلیوں کو نکل گئی۔ میں نے پانی پر ہاتھ رکھا آپ کے بتائے کلمات پڑھے۔ پانی اندر جذب ہو گیا اور اسی وقت وہ کلمات میرے حافظہ سے نکل گئے۔ ایک حرف بھی یاد نہ رہا۔ مامون نے کہا اسے ابوصلت کیا امام نے تم کو اس کا حکم دیا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں وہ بولا امام رضا علیہ السلام اپنی زندگی میں حجرات دکھایا ہی کرتے تھے۔ مرنے کے بعد بھی انہوں نے یہ معجزہ دکھا دیا۔

مامون نے اپنے وزیر سے پوچھا اس کا کیا مطلب کیا ہے؟ اس نے کہا میرے ذہن میں تو یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے مثال پیش کر کے تم کو یہ بتایا ہے اب تم لوگ دنیا میں چند دنوں کے مہمان ہو۔ جس طرح یہ چھوٹی مچھلیاں پھر ایک اور شخص کا جو تم سب لوگوں کو برباد کر دے گا۔

جب امام رضا علیہ السلام دفن کئے جا چکے تو مامون نے مجھ سے کہا وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے کہا خدا کی قسم میں بھول گیا۔ میرے حافظہ میں ایک لفظ بھی نہیں خدا کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں مگر اس نے میری بات کو سچ نہ جانا اور قتل کرنے کی دھمکی دی۔

میں نے بتاؤ گے تو قتل کر دوں گا۔ اور مجھے قید کرنے کا حکم دے دیا وہ روزانہ مجھے قتل کی دھمکی دیتا کہ بتاؤ ورنہ قتل کر دوں گا۔ اور میں بار بار حلف سے کہتا رہا کہ میں بھول گیا مجھے یوں نہیں اس طرح اس کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور میں بہت دل تنگ تھا چنانچہ میں نے ایک شب جمعہ کو غسل کیا اور رات بھر عبادت اور رکوع و سجود میں مشغول رہا۔ جب صبح کی نماز پڑھی تو دیکھا کہ حضرت ابو جعفر محمد تقی ہواد علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اسے ابوصلت تم بہت دل تنگ ہو رہے ہو میں نے کہا جی ہاں اے مولانا آپ نے فرمایا جس طرح تم نے آج اللہ سے دعا مانگی ہے اگر اس سے پہلے دعا مانگی ہوتی تو اللہ اس سے پہلے ہی تم کو ربائی دلا دیتا۔

پھر فرمایا اچھا اب اٹھو چلو میں نے کہا کہاں چلوں قید خانے کے دروازے پر پہرے دار کھڑے ہوئے ہیں ان کے ہاتھوں میں مشعلیں بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا اٹھو وہ سب تم کو نہ دیکھ سکیں گے اور آج کے بعد وہ لوگ تم کو گرفتار بھی نہ کر سکیں گے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ان سب کے سامنے سے نکال لائے اور وہ سب بیٹھے بات چیت کرتے ہی رہ گئے اور ہمیں نکلتے نہیں دیکھا۔ قید خانے سے باہر نکل کر آپ نے پوچھا بتاؤ کس جگہ میں جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا میں اپنے گھر ہرات جاؤں گا۔ فرمایا اپنی ردا اپنے پیروں پر ڈال لو اور میرا ہاتھ پکڑو۔ میرا خیال ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے مجھے دابنہ جانب گھمایا پھر فرمایا اچھا اب پھر سے چادر ہشاد میں نے چادر ہشاد تو وہ غائب تھے اور میں اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا اور آج تک میں نہ پھر مامون کے ہاتھ لگ سکا نہ اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ سکا۔

③۱ — تدرین امام کے لئے

معمر بن خلداد نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی یا ایک دوسرے شخص نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے یہ (شک ابو علی راوی کا ہے) بہر حال روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے معمر سے کہا اے معمر! اپنی سواری لو۔ میں نے پوچھا کہاں کے لئے؟ آپ نے فرمایا اپنی سواری پر سوار تو ہو جاؤ جو کہا جاتا ہے وہ کر دو۔ پس میں اپنی سواری پر سوار ہو گیا ہم ایک وادی یا نیشیب (یہ نیشیب) (یہ شک بھی ابو علی کی طرف سے ہے) وہاں پہنچ کر آپ نے فرمایا یہیں ٹھہرنا میں نے کہا اور آپ چلے گئے تھوڑی دیر بعد تشریف لائے میں نے پوچھا آپ کہاں تشریف

لے گئے تھے۔ فرمایا میں ابھی ابھی اپنے پروردگار کو دفن کر کے آیا ہوں۔ حالانکہ
کے والد اس وقت خراسان میں تھے۔

۳۲۔ قتل امام پر مامون کی ندامت

محمد بن ابراہیم جعفری نے حضرت حکیمہ بنت امام رضا علیہ السلام کی
روایت کی ہے کہ بیان ہے کہ جب میرے بھائی امام محمد تقی علیہ السلام
پانچے تو ایک روز میں ان کی زوجہ ام الفضل کے پاس ایک ضرورت سے گئی اس
امام محمد تقی علیہ السلام کے فضل و شرف و علم و حکمت کا ذکر آیا تو اس نے کہا میں
میں نہیں حضرت امام محمد تقی بن امام رضا علیہ السلام کے متعلق ایک حیرت انگیز
بتاؤں۔ کہ ایسی حیرت انگیز بات کبھی کسی نے نہ سنی ہوگی۔ میں نے کہا وہ کیا؟ ام الفضل
کہا۔ وہ مجھے اکثر ستایا کرتے تھے۔ کبھی کسی کینز کا تذکرہ کر کے اور کبھی یہ کہہ کر میں
عقد کرنے والا ہوں۔ اور میں اس کی شکایت مامون سے کیا کرتی اور کہہ دیا کرتے
برداشت کرو وہ فرزند رسول ہیں۔

ایک شب میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک عورت گھر میں داخل ہوئی
پوچھا تم کون ہو؟ وہ ایک بہت نازک اندام عورت تھی اس نے کہا میں ابو جعفر علیہ السلام
کی زوجہ ہوں میں نے پوچھا کون ابو جعفر؟ اس نے کہا محمد تقی بن امام رضا علیہ السلام
میں نسل عمار بن یاسر میں سے ایک عورت ہوں۔ یہ سن کر میں اسے غیرت کے
اور اپنے آپ نے میں نہ رہی فوراً اٹھی اور مامون کے پاس پہنچی دیکھا کہ وہ شراب کے
میں چور ہیں۔ رات کافی جا چکی تھی۔ میں نے اس سے اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ انہوں نے
مجھے بھی بڑا بھلا کہا ہے اور آپ کو بھی بلکہ بنی عباس کو بھی بڑا بھلا کہا ہے
اور اس نے بہت سی غلط باتیں کہیں یہ سن کر اس کو غیظ آگیا اور شراب کے نشہ
وجہ سے آپ سے باہر ہو گیا۔ فوراً اٹھا اور اپنی تلوار کھینچی اور قسم کھا کر کہا کہ میں ابھی
تو اسے ان کے چھوٹے چھوٹے کر دوں گا۔

میں نے یہ دیکھا تو اپنے کہے پر بہت نادم ہوئی اور اپنے دل میں کہا
نے خود کو بھی تباہ کیا اور ان کو بھی تباہ کیا یہ کہہ کر میں مامون کے پیچھے پیچھے دوڑی
وہ کیا کرتا ہے۔ مامون اپنی تلوار لے کر اپنے آپ کے پاس پہنچا وہ سو رہے تھے اس
آپ پر تلوار کے پے در پے وار کر کے چھوٹے چھوٹے کر دیئے اس کے بعد اپنی تلوار

میں ملتی پر رکھی اور انہیں ذبح کر دیا۔ اور میں اور یا سر خادم یہ سارا تیرا دیکھ رہے تھے
وہ یہ سب کچھ کر کے واپس ہوا وہ اونٹ کی طرح بلبلاتا تھا اس کے منہ سے کف جاری
تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو وہاں سے بھاگی اور اپنے والد کے گھر آگئی۔ رات بھر مجھے نیند
نہ آئی اور صبح ہو گئی۔

ام الفضل کا بیان ہے کہ صبح کے وقت میں مامون کے پاس آئی اب نشہ
کا فورا ہو چکا تھا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ آپ
نے آج رات کیا کیا؟ اس نے کہا نہیں بخدا مجھے تو پتہ نہیں کہ میں نے کیا کیا۔ میں نے کہا
آپ ابن رطل کے پاس گئے وہ سو رہے تھے آپ نے اپنی تلوار سے ان کے منہ کے ٹھٹھے
کر دیئے اور انہیں ذبح بھی کر دیا اور یہ سب کچھ کر کے واپس آ گئے۔ مامون نے کہا تجھے
پر دلے ہو تو کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا میں وہی کہتی ہوں جو آپ نے کیا ہے۔ یہ سن کر
مامون نے فوراً سر کو آواز دی اسے یا سر دیکھ یہ ملعونہ کیا کہتی ہے۔ یا سر نے کہا یا امیر المومنین
یہ جو کہتی ہے سچ کہتی ہے آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ مامون نے کہا واللہ وانا لیرحمون
لوم تباہ ہو گئے ہم رسوا ہو گئے۔ اسے یا سر تجھ پر وائے! اجلد جا اور جا کر خبر لاکہ ان کا کیا
حال ہے۔

یا سر دوڑا ہوا گیا اور فوراً واپس آیا اور کہا یا امیر المومنین مبارک ہو۔ مامون
نے پوچھا کیا بات ہے؟ یا سر نے کہا جب میں ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے
مسواک کر رہے ہیں۔ ان کے جسم پر فیض ہے اور لحاف اوٹھے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر مجھے سخت
حیرت ہوئی پھر میں نے چاہا کہ ان کے جسم کو دیکھوں کہ ان کے جسم پر زخم وغیرہ تو نہیں ہیں اس
لئے میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی یہ فیض بطور تبرک مجھے دے دیں یہ سن کر آپ
نے مجھے دیکھا اور مسکرائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں۔
آپ نے فرمایا میں تم کو اس سے بہتر فیض دے دوں؟ میں نے کہا نہیں مجھے تو یہی
فیض چاہیے۔ آپ نے وہ فیض اتاری تو میں نے بخدا دیکھا کہ ان کے جسم پر کوئی زخم کا
نشان وغیرہ نہیں ہے۔ یہ سن کر مامون سجدہ شکر میں گر پڑا اور اس نے یا سر کو ایک ہزار
دینار انعام دیا اور کہا الحمد للہ اس لئے کہ میرا ہاتھ ان کے خون سے نہیں رنگین ہوا۔

پھر مامون نے کہا اسے یا سر جب ملعونہ میرے پاس آئی روئے لگی تو یہ
سب مجھے یاد ہے مگر اس کے بعد میرا ان کے پاس جانا مجھے کبھی یاد نہیں۔ یا سر نے کہا
امیر المومنین بخدا آپ نے مسلسل ان پر تلوار کا وار کیا اور آپ کی تلوار آپ کو اور انہیں

دیکھتی رہی آپ نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر اپنی تلوار ان کی گردن پر رکھی
انہیں ذبح بھی کر دیا تھا۔ اور ان کے مُذ سے اس طرح جھاگ نکل رہا تھا جیسے مس
اونٹ کے مُذ سے جھاگ بھٹکتا ہو۔ مامون نے کہا اللہ کا شکر پھر مامون نے مجھ سے
لے لے یا سرخبر داد اگر وہ واقعہ تم نے پھر کسی سے کہا تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔
اس کے بعد کہا لے یا سر امام محمد تقیؑ کو لیجا کر دس ہزار دینار دے
فداں سواری بھی لے جاؤ اور کہہ دو کہ اس سواری پر سوار ہو کر میرے پاس تشریف لائیں
تمام بنی ہاشم اور سادات اور سرداران لشکر سے کہہ دو کہ وہ سب لوگ ان کے ساتھ سوار
کر جلوس کی شکل میں ان کے ساتھ یہاں آئیں۔ مگر پہلے ان کے پاس جائیں انہیں
کریں۔ یا سر نے ایسا ہی کیا وہ سب آپ کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے سب
حاضری کا شرف بخشا تمام اشراف و سادات حاضر خدمت ہوئے مگر آپ نے مامون
اور حمزہ فرزندان حسن کو اجازت نہیں دی اس لئے کہ ان دونوں نے مامون کے
آپ کی برائی کی تھی اور بار بار آپ کی چٹخوری کہتے رہے تھے۔ عرض آپ اس
مجمع کے ساتھ اٹھے اور مامون کے پاس آئے مامون نے بڑھ کر گلے لگا لیا۔
کو لو سہ دیا اور اپنے تخت پر صدر میں آپ کو بٹھایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب کے
آپ کے اطراف میں بیٹھ جائیں۔ اس کے بعد مامون آپ سے اپنی خطا کی معافی
چاہنے لگا۔

حضرت ابو جعفر نے فرمایا اے امیر المومنین میں آپ کو ایک نصیحت
چاہتا ہوں وہ سن لیجئے۔ مامون نے کہا بتائیں کیا نصیحت ہے؟ آپ نے فرمایا
میں نے یہ ہے کہ اب آپ شراب نوشی ترک کر دیں مامون نے کہا اے ابن عم میں آپ
مخلو الخمر الخ و الخمر الخ و الخمر الخ
قربان میں نے آپ کی یہ نصیحت قبول کی۔

بِجَارِ الْأَخْوَارِ



باب



بنت مامون سے عقد
اور
احتجاج و مناظرے

① مامون اور خطبہ نکاح

خطیب نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں تحریر کیا ہے کہ مامون نے اپنی ام الفضل کا عقد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے کرتے وقت یہ خطبہ پڑھا۔ سزاوار حمد ہے وہ خدا جس کی مشیت کے سامنے تمام امور میں اس کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ ہمیں سب کوئی اللہ کے اللہ کے اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے اپنے منتخب بندے محمد علیہ وآلہ وسلم پر۔

ابا بعد اللہ تعالیٰ نے نکاح کو نسب و سبب کی تکمیل کا ذریعہ دیا اس سبب کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے اپنی دختر زینب کو محمد بن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زوجیت میں دیا۔ اور ان کی طرف سے زینب کا مہر چار سو درہم مقرر کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نو سال چند ماہ کا تھا اس کے بعد مامون مسلسل آپ کا اکرام اور قدر افزائی کرتا رہا۔

و مناقب جلد ۲

② ام الفضل کے مہر میں مناجات کی ایک نقل

ابراہیم بن محمد بن حارث نوفلی کا بیان ہے کہ میرے والد نے حضرت امام علی بن موسیٰ علیہ السلام کے خادموں میں سے تھے مجھے بتایا کہ جب مامون نے ام الفضل کا عقد حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے کرتے وقت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے مامون کو ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر کیا مہر کے لئے اس کے شوہر کے مال میں سے صدق دہر ہوتا ہے (مگر ہمارے پاس یہ مال کہاں ہے) ہمارے سارے اموال کو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں محفوظ کر رکھا ہے اور مدت کے بعد ہمیں ملے گا جس طرح تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مال و دولت دینی دنیا میں دے رکھی ہے اس لئے میں تمہاری دختر کو مہر میں الواسل الی المسائل دے رہا ہوں اور وہ ایک مناجات ہے جو مجھے میرے پدربزرگوار نے عطا فرمایا تھا

انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ ان کو ان کے پدربزرگوار حضرت امام محمد باقر نے اور ان کے پدربزرگوار حضرت علی ابن الحسین نے اور ان کے پدربزرگوار حسین ابن علی نے اور ان کو ان کے بھائی حضرت حسن ابن علی نے اور ان کو ان کے پدربزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اور ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ان کو اللہ کی طرف سے حیریل نے لاکر پہنچایا تھا اور کہا تھا کہ اے رسول اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ یہ (مناجات) دنیا و آخرت کے خزانوں کی کنجیاں ہیں اپنے مسائل میں اس کو وسیلہ بناؤ اور اس سے اپنے مقاصد پورے کرو اپنی حاجات روائی کے لئے پڑھو۔ اور اسے دنیاوی حاجات کے لئے مستعمل نہ کرنا ورنہ آخرت میں تمہارے حصہ کے اندر اتنی ہی کمی ہو جائے گی اور وہ دس دس مسائل ہیں دس مسائل کے لئے اس سے باب حاجت دا ہوگا اس کے ذریعہ حاجات پوری ہوں گی۔

③ اختلاف و احتجاج

ریان بن شیب کا بیان ہے کہ جب مامون نے اپنی دختر ام الفضل کا عقد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے کرنے کا ارادہ کیا اور یہ خبر عباسیوں کو پہنچی تو وہ بہت ناراض ہوئے انہیں یہ بات پسند نہ آئی اور انہیں اس امر کا خطو لاحق ہوا کہ جس طرح مامون نے حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کو اپنا ولی مہر بنایا تھا اس طرح اب ان کو اپنا ولی مہر بنانا چاہتا ہے۔ پھر بہت کچھ غور و فکر کے بعد مامون کے انتہائی قریبی رشتہ داروں میں سے چند لوگ مامون کے پاس آئے اور بولے یا امیر المؤمنین خدا کے لئے اپنی دختر کا عقد امام رضا کے فرزند امام محمد تقی سے کر کے ان کو اپنی حکومت کا حقدار بنا دیجئے۔ ہمیں ڈر ہے کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ حکومت اللہ تعالیٰ نے ہمارے خاندان کو عطا کی ہے وہ ہم سے نکل جائے گی اور وہ ساری عزت جو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو دی ہے وہ سب جاتی رہے۔ آپ کو خود معلوم ہے کہ ہم سے اور اس قوم (آل ابی طالب) سے پرانی اور نئی کیا دشمنیاں ہیں۔ اور آپ سے پہلے خلفاء راشدین نے ان لوگوں کو ہمیشہ اپنے سے دور رکھا اور انہیں ہمیشہ حقیر اور چھوٹا بنانے رکھا مگر آپ نے علی بن موسیٰ رضا کو اپنا ولی مہر بنا کر سخت محبت میں رکھا دیا تھا وہ تو یہ کہتے کہ اللہ نے ہی ہمیں اس شخص سے نکالا مگر اب خدا کے لئے

ہم لوگوں کو ہرگز اس شخص سے نہ ڈالیں اور فرزند امام رضا کے متعلق اپنی رائے پر نظر کریں اور اس کے بدلے ہونے ہی خاندان کا کوئی مناسب لڑکا دیکھ لیں جو آپ کی دل کے لائق ہو۔

مامون نے جواب دیا سزا آل ابو ظالب اور تم لوگوں کے درمیان تنازعہ اس کے سبب خود تم لوگ ہو۔ اگر واقعتاً تم لوگ انصاف سے کام لےو جو حقیقت ہے کہ وہ لوگ تم لوگوں سے زیادہ اس کے حقدار تھے اور ہمارے گورنر خلع فائے ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ درحقیقت قطع رحم تھا اور میں اس اللہ کی پند چاہتا ہوں۔ میں ہرگز قطع رحم نہ کروں گا۔ خدا کی قسم میں امام رضا کو اپنا ولی بنانے پر کئی ندامت محسوس نہیں کرتا بلکہ میں نے تو انہیں یہ پیش کش کی تھی کہ میں سے دست بردار ہوتا ہوں آپ حکومت کی باگ ڈور سنبھالیں مگر انہوں نے اکتام دیا اس لئے کہ اللہ نے جو مقدر کر دیا ہے وہی ہوتا ہے۔

اب رہ گیا حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کا معاملہ تو نے انہیں بھی اس لئے منتخب کیا ہے کہ وہ اہل علم و فضل میں سب سے زیادہ ہیں اگر وہ ابھی کسوت ہیں مگر ان کا علم و فضل حیرت انگیز ہے۔ میں نے جو وہ ان میں دیکھی ہیں وہ سب کو دکھا دوں تاکہ سب پر واضح ہو جائے کہ ہم نے ان کے متعلق جو رائے قائم کی ہے بالکل درست ہے۔

لوگوں نے کہا ہوا کہ کتاب ہے کہ آپ نے ان میں صلاحیت یا مگر وہ ابھی بالکل کسوت میں ہیں انہیں ابھی کوئی علم ہوگا اور وہ فقہی مسائل سے واقف گئے لہذا بہتر یہ ہے کہ ابھی انہیں مہلت دیں تاکہ ان کی تعلیم و تربیت ہو جائے کے بعد آپ ان کے ساتھ جو چاہیں کریں۔

مامون نے کہا وائے ہو تم لوگوں پر میں اس بچے کو تم سے بہتر جانتا اس خاندان والوں کو علم و ادب سیکھنے کی ضرورت نہیں ان کو منجانب اللہ علم عطا ہے اور بچپن سے ان کو الہام ہونے لگتا ہے۔ اس بچے کے آباء نے کلام علم دین و دنیا میں امت سے تحصیل علم ادب کرنے میں ہمیشہ مستغنی رہے اور اگر تم لوگ چاہو بچے کو آرا کر دیکھ لو کہ حضرت ابو جعفر میں وہ صلاحیت ہے یا نہیں جو میں نے

کو بتایا ہے۔ لوگوں نے کہا میں منظور ہے یا امیر المومنین ہم لوگ خود انکا امتحان

گئے۔ میں موقع دیں کہ ہم لوگ ان سے آپ کے سامنے کچھ فقہی مسائل پوچھ کر دیکھیں اگر انہوں نے صحیح جواب دے دیا تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اور ہر خاص دعام پر یہ واضح ہو جائے گا کہ ان کے متعلق امیر المومنین نے جو رائے قائم کی ہے وہ درست ہے۔ مامون نے کہا تم لوگوں کو اختیار ہے جب چاہو آؤ مالو۔

اس گفتگو کے بعد سب لوگ مامون کے پاس سے نکلے اور ہر ایک جگہ بیٹھ کر ایک متفقہ فیصلہ کیا کہ یحییٰ بن اکثم جو اس زمانے میں قاضی القضاة ہے وہ امام محمد تقی علیہ السلام سے چند ایسے فقہی مسائل پوچھیں جس کا وہ جواب نہ دے سکیں گے یحییٰ بن اکثم سے ان لوگوں نے اس کام کے لئے بہت سے انعام و اکرام کا وعدہ کیا وہ لوگ مامون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ آپ اسکے لئے کوئی دن مقرر کر دیں۔ مامون نے ان کی یہ بات منظور کر لی اور ایک دن مقرر کر دیا۔

اس مقررہ دن پر سب لوگ جمع ہوئے ان کے ساتھ یحییٰ بن اکثم بھی تھا۔ مامون نے حکم دیا کہ حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کے لئے مسند بچھا دی جائے اور اس مسند پر دو ٹیکے رکھ دیئے جائیں۔ جب یہ انتظام ہو گیا تو حضرت ابو جعفر علیہ السلام برآمد ہوئے اس وقت آپ کا سن نو سال اور چند مہینوں کا تھا۔ آپ مسند پر دو ٹوں کھجوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ یحییٰ بن اکثم آپ کے سامنے بیٹھا اور مامون آپ کی سند سے متصل ایک دوسری مسند پر بیٹھا۔ اور سب لوگ سب مراتب اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔

یحییٰ بن اکثم نے مامون سے کہا کیا امیر المومنین کی اجازت ہے کہ میں ابو جعفر علیہ السلام سے ایک مسئلہ پوچھوں؟ مامون نے کہا اگر تمہیں کچھ پوچھنا ہے تو ابو جعفر سے اجازت لو۔ یہ سن کر یحییٰ بن اکثم حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور بولا میں آپ پر قربان کیا اجازت ہے کہ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھوں؟ آپ نے فرمایا تو چاہو پوچھو۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا یہ فرمایئے کہ حالت اترام میں اگر کوئی شخص شکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا اگر پہلے تم یہ تو واضح کرو کہ اس نے یہ شکار حل میں کیا تھا یا حرام میں؟ شکار کرنے والا مسئلہ سے واقف تھا یا ناواقف؟ اس نے عمداً اس شخص کو مار ڈالا یا دھوکے سے قتل ہو گیا؟ وہ شخص آزاد تھا یا غلام؟ کم سن تھا یا بالغ؟ پہلی

مرتبہ ایسا کیا تھا یا اس سے پہلے بھی ایسا کر چکا تھا۔ شکار پرند کا تھا یا کوئی اور چھوٹا جانور تھا؟ وہ اپنے فعل پر اصرار رکھتا ہے یا پشیمان ہے۔ رات کو بے مشیہ طور پر شکار تھا یا دن دھاڑے؟ احرام عمرہ کا تھا یا حج کا؟

اس مسئلہ میں اتنے گوشے من کر چینی بن اکثم حیرت میں پڑ گیا۔ ایک کے چہرے سے اس کی عاجزی ظاہر ہوئے لگی اس کی زبان لڑکھڑانے لگی۔ اس کچھ بولا نہ گیا اور سارے مجمع نے محسوس کر لیا کہ اس کا نا طہق بند ہے۔ مامون نے اللہ کا شکر کہ اس نے ہم پر کرم کیا ہمیں صحیح رائے قائم کرنے کی توفیق عطا کی اس نے اپنے اہل خاندان کی طرف رخ کیا اور بولا بتاؤ تم لوگ جو ان کے علم و فضل انکار کر رہے تھے اب تو تم نے بھی پہچان لیا کہ یہ کون ہیں اور کیا ہیں؟ اس کے لئے حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہا اے ابو جعفر تم میری مدد فرماتے نکاح منظور کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا جی یا امیر المؤمنین مجھے منظور ہے۔ مامون نے اچھا تو پھر آپ اپنی طرف سے خطبہ نکاح پڑھیں ہمیں اپنی قوم کی ناراضگی کی پرولہ نہیں دیکھنا۔

حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام نے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا:

الحمد لله اقله لا بنعمته ولا اله الا الله اخلاصا لوجهه
وصلى الله على محمد سيد محمد بنه والاصفياء من عترته

اما بعد فقد كان من فضل الله على اذنا من اغناهم وبال
عن الحلم وقال سبحانه وانكحوا الاديما مما منكم والصالحين من عبادي
واما حكمهم ان يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله والله واسع عليم
واضح ہو کہ محمد بن علی بن موسی علیہ السلام مامون کی دستراہم الفضل
نکاح کرنا چاہتا ہے اور اس کا ہر اتنا ہی ادا کرے گا جتنا ہر اس کی جودہ ماجدہ حضرت
بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا اور وہ پانچ سو درہم تھے پس یا امیر المؤمنین آپ
اس دستراہم نکاح مجھ سے اتنے ہر کرتے ہیں؟

مامون نے کہا ہاں اے ابو جعفر میں نے اپنی دستراہم الفضل کا حکم
سے ہرگز کوئی نہیں کیا ہے یہ نکاح قبول کیا؟ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا ہاں
اسے قبول کیا اور میں اس پر راضی ہوں۔
اس کے بعد مامون نے حکم دیا کہ ہر خاص و عام حسب مرتبہ اپنی

یہ جائیں۔

فقہی مسائل کا جواب

۴) بیان کا بیان ہے کہ تھوڑی ہی دیر میں ملائوں کی جیسی آوازیں ہم لوگوں کے
کانوں میں آنے لگیں اور کچھ خدام ایک چاندی کی سی ہونی کشتی جس میں ریشم کی ڈھیلیاں بندھی
ہوئی تھیں۔ ایک گاڑی پر جو مختلف اقسام کے عطر و خوشبو سے معمور تھی کھینچنے ہوئے
لائے۔ مامون نے حکم دیا کہ سب کے دائرہ میں خوشبو اور عطر لگایا جائے۔ اس کے بعد
دسترخوان بچھایا گیا۔ سب نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد ہر ایک کو حسب حیثیت انعام
داکرام دیا گیا۔

غرض جب سب لوگ انعام داکرام لے کر رخصت ہو گئے اور اب صرف چند
مخصوصین باقی رہ گئے تو مامون نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے کہا میں آپ پر قربان اگر
آپ مناسب سمجھیں تو ان تمام گوشوں کے احکام بیان کر دیں تاکہ ہم لوگوں کو اس سے
استفادہ کا موقع مل سکے آپ نے فرمایا ہر سنیے :-

اگر اس شخص نے احرام باندھنے کے بعد حل میں شکار کیا ہے اور وہ شکار
پرندہ کاسے اور بٹا ہے تو اس کا کفارہ ایک بکری ہے اور ایسا شکار حرم میں کیا ہے تو در
بکریاں ہیں اور کسی پھوٹے پرندہ کا حل میں شکار کیا ہے تو ایک بکری کا بچہ جو اپنی ماں کا درود
چھوڑ چکا ہو کفارہ دے گا۔ اور اگر حرم میں شکار کیا ہے تو اس پرندہ کی قیمت اور ایک
ذبیحہ کفارہ دے گا اور اگر وہ شکار چوپایہ ہو تو اس کی کئی قسمیں ہیں اگر وہ وحشی گدھا ہے
تو ایک گائے۔ اگر شتر ہے تو ایک اونٹ، اگر بیل ہے تو ایک بکری کفارہ دے گا۔
اور یہ کفارہ جب سے کہ حل میں شکار کیا ہو۔ لیکن اگر حرم میں شکار کیا ہے تو یہی کفارہ ہے
دہ گائے دینے ہوں گے۔ اور ان جانوروں کو جنہیں کفارہ سے دے گا۔ اگر احرام عمرے
کا تھا تو خانہ کعبہ تک پہنچائے گا اور مکہ میں قربانی دے گا اور اگر احرام حج کا تھا تو منی
میں قربانی دے گا۔ ان کفاروں میں عالم و جاہل دونوں برابر ہیں اور بالارادہ شکار
کرنے میں کفارہ دینے کے علاوہ وہ گنہگار بھی ہوگا۔ ہاں بھولے سے شکار کرنے میں
گنہگار نہ ہوگا۔ آزاد اپنا کفارہ خود ادا کرے گا اور غلام کا کفارہ اس کا مالک دے گا۔
اور بھولے بچے پر کوئی کفارہ نہیں بالغ پر کفارہ دینا واجب ہے اور جو شخص اپنے اس
عمل پر نادم ہو گا وہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا۔ لیکن اگر اپنے اس فعل پر اصرار

کرے گا تو آخرت میں بھی اس پر عذاب ہوگا۔

مامون نے یہ تفصیل سن کر کہا اسے ابو جعفر اللہ آپ کا بھلا کرے
نے بہت اچھی تفصیل دی۔ اب اگر آپ مناسب سمجھیں تو جس طرح یحییٰ بن اکثم نے
آپ سے سوال کیا تھا آپ بھی اس سے ایک سوال کر کے دیکھیں آپ نے یحییٰ بن اکثم
کہا کیا میں تم سے ایک مسئلہ پوچھوں؟ یحییٰ نے کہا آپ کو اختیار ہے میں آپ پر
اگر مجھے معلوم ہوگا تو جواب عرض کروں گا ورنہ خود آپ سے استفادہ کروں گا۔
ابو جعفر علیہ السلام نے کہا۔

تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جسے صبح کو ایک عورت پر
تو وہ اس پر حرام تھی۔ دن پڑھے حلال ہوگئی۔ پھر ظہر کے وقت حرام ہوگئی۔ عصر
وقت پھر حلال ہوگئی۔ مغرب آفتاب پر پھر حرام ہوگئی۔ عشاء کے وقت پھر
ہوگئی۔ آدھی رات کو پھر حرام اور صبح کے وقت پھر حلال ہوگئی۔ بتاؤ ایک ہی دن
اتنی دفعہ وہ عورت اس شخص پر کس طرح حرام و حلال ہوتی رہی؟

یحییٰ بن اکثم نے کہا نہیں خدا کی قسم میرے پاس اس سوال کا کوئی
معلوم نہیں کہ وہ حرام و حلال کیسے ہوتی رہی۔ اب اس کا جواب
ہی بتائیں۔

آپ نے فرمایا۔ سنو وہ عورت کسی کی کینز تھی۔ اس کی طرف صبح
وقت جب ایک اجنبی شخص نے اس پر نظر کی تو وہ اس کے لئے حرام تھی۔ ظہر
اس نے وہ کینز خرید لی، حلال ہوگئی۔ ظہر کے وقت آزاد کر دیا وہ حرام ہوگئی۔ عصر
وقت اس سے نکاح کر لیا وہ پھر حلال ہوگئی۔ مغرب کے وقت اس سے ظہار
پھر حرام ہوگئی۔ عشاء کے وقت ظہار کا کفارہ دے دیا وہ پھر حلال ہوگئی۔ آدھی رات
اس شخص نے اس عورت کو طلاق دے دی وہ پھر حرام ہوگئی اور صبح کے وقت اس
طلاق سے رجوع کر لیا وہ پھر حلال ہوگئی۔

یہ جواب سن کر مامون نے اپنے اہل خاندان کی طرف رخ کیا اور
بتاؤ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو اس مسئلہ کا اس طرح جواب دے یا اس
کو حل کر دے جو اس سے پہلے گزارا سب نے کہا تمہیں قسم بخدا امیر المؤمنین کی رائے
وصائب ہے۔ مامون نے کہا دانتے ہو تم پر یہ اہل بیت رسول ہیں تم لوگوں نے دیکھ لیا
لوگوں کو ساری مخلوق سے زیادہ خصوصی فضل و شرف حاصل ہے اور ان کی کم سنی ان کے فضل

ان میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کو اسلام کی دعوت دی جب کہ ان کا سن صرف
دس سال کا تھا اور آپ نے اس سن کے کسی شخص کو دعوت اسلام نہیں دی پھر امام
حسن و امام حسین نے اس وقت بیعت کی جب یہ دونوں پانچ چھ سال کے تھے اور اس
سن کے کسی بچے نے بیعت نہیں کی تھی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اس قوم (اہل بیت رسول)
کو اللہ تعالیٰ نے کن کن خصوصیات سے نوازا ہے۔ یہ ذریت رسول ہیں ان میں سے
ہر ایک ایک دوسرے سے ہے اور وہی فضل و علم جو پہلے میں تھا آخری میں بھی ہے۔
لوگوں نے کہا امیر المؤمنین نے یہ فرمایا اس کے بعد قوم رخصت ہوگئی۔

دوسرے دن تمام لوگ پھر بلائے گئے اور حضرت ابو جعفر علیہ السلام
بھی تشریف لائے۔ اور تمام لشکر کے سرداروں، دربانوں، خواصوں اور حکومت کے
کارندوں نے مامون اور حضرت ابو جعفر علیہ السلام کو مبارک باد دی۔ اس کے بعد
چاندی کے تین طبق آئے جن میں مشک و زعفران کی گولیاں تھیں ہر گولی کے اندر
ایک پرچہ تھا جس پر کسی بھاری انعامات و عطایا۔ و جاگیر کے نام تحریر تھے۔ مامون نے حکم
دیا کہ ان گولیوں کو خواص کے مجمعے میں لٹا دیا جائے جس شخص کے ہاتھ ہو گولی لگی اس نے
اس گولی کو کھولا اس میں سے جو پرچہ نکلا اور اس پرچہ پر جس پرچہ کا نام تحریر تھا اس نے بڑھ
کر اسے لے لیا۔ اس کے بعد دس ہزار درہم ہوں کی تھیلیاں لائی گئیں جو سرداران لشکر و غیرہ
پر تقسیم ہوئیں پھر مامون نے صدقہ نکالا اور تمام مساکین کو دیا۔ (استیعاب طبری ص ۲۲۹/۲۳۰)
مامون حضرت امام ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کی اپنی زندگی بھر بہت
تعظیم و تکریم کیا کرتا اور ہر امر میں ان کو اپنی اولاد اور اپنے اہل خاندان پر ترجیح دیا کرتا۔

محمد بن عون نصیبی سے بھی یہی روایت مرفوعہ ہے۔
کتاب ارشاد امیر ریان بن شیبیب سے اسی کے مثل روایت ہے۔

کتاب الارشاد ص ۲۲۹

۵۔ باب برکت دن

جس روز ام الفضل بنت مامون کا فقہ حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام
سے ہوا ابو ہاشم جعفری نے آپ سے عرض کیا یا مولا آج کا دن تو ہم لوگوں کے لئے بڑا
مبارک ہے۔ مامون نے کہا دانتے ہو تم پر یہ اہل بیت رسول ہیں تم لوگوں نے دیکھ لیا
لوگوں کو ساری مخلوق سے زیادہ خصوصی فضل و شرف حاصل ہے اور ان کی کم سنی ان کے فضل

برکت عطا فرمائی۔ ابو ہاشم نے کہا جی ہاں جی ہاں۔ مگر آج کے دن کیا کہوں۔ فرمایا اے
بات کہو۔ اچھائی ملے گی۔ میں نے عرض کیا میں ایسا ہی کروں گا۔ فرمایا اگر ایسا کر
تو ہدایت پاؤ گے اور بھلائی ہی بھلائی دیکھو گے۔
رحمت العظمیٰ

① — ام الفضل کا شکایتی خط

لوگوں نے روایت کی ہے کہ ام الفضل نے مدینہ سے اپنے ہاں
خط لکھا اور اس میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی شکایت تحریر کی کہ وہ کہتے ہیں
عقد کر کے ہم پر سوت لائیں گے۔ مامون نے اس کے جواب میں تحریر کیا ہے
تمہارا عقد حضرت ابو جعفر سے اس لئے نہیں کیا ہے کہ جو چیز اللہ نے ان کے
حلال کی ہے میں اسے ان کے لئے حرام کر دوں۔ اور خبر دار اب آئندہ ان
کی شکایت مجھ سے نہ کرنا۔
ارشاد منکلا

② — یحییٰ بن اکثم سے مناظرہ فضیلت شیخین پر

روایت کی گئی ہے کہ مامون اپنی دختر ام الفضل کا عقد حضرت
ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام سے کرنے کے بعد اپنے دربار میں تھا اور وہیں
ابو جعفر و یحییٰ بن اکثم اور شکر کی جماعت کثیر بھی موجود تھی۔ یحییٰ بن اکثم نے حضرت
ابو جعفر علیہ السلام کو مخاطب کیا اور بولا فرزند رسول آپ اس روایت کے
کیا کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہوئے اور کہا یا محمد اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کے بعد یہ کہتا ہے ذرا ابو جعفر
کیا جو مجھ سے سے راضی ہیں۔ میں تو بہر حال ان سے راضی ہوں۔

حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا حضرت ابو جعفر کی منزلت
میں منکر نہیں ہوں لیکن اس روایت کے راوی پر یہ واجب ہے کہ اس روایت
پیش نظر رکھے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع
موقع پر فرمایا کہ میری طرف غلط روایات منسوب کرنے والے بہت ہو گئے ہیں
ابھی اور بھی زیادہ ہوں گے مگر یاد رہے کہ جو شخص میری طرف کوئی بھوسٹ

توب کرے گا وہ اندھے منہ جنم میں جائے گا۔ لہذا تم لوگوں کے سامنے جب کوئی میری
حدیث آئے تو اس کو کتاب خدا اور میری سنت کے مطابق کر کے دیکھو اگر اسے کتاب
خدا اور میری سنت کے موافق پاؤ تو اسے قبول کر لو اور اگر مخالف پاؤ تو اسے چھوڑ دو۔
اب اس مذکورہ روایت کو دیکھا جائے تو یہ کتاب خدا کے موافق نہیں ہے۔ اس
لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَفَعَلْنَا مَا قُوسُوسُ بِهِ نَفْسَهُ وَحَنَانٍ اقْرَبِ
الْبَيْتِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ سورہ ق آیت نمبر ۱۷
جب اللہ تعالیٰ ہر ایک کی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے تو پھر اس سے ابوبکر
کی رضایا ناراضگی کیسے پھیری رہ گئی کہ وہ رسول اللہ سے کہتا ہے کہ ذرا ابو جعفر سے معلوم کر
کے مجھے بتاؤ؟ عقل کے نزدیک تو یہ بات محال ہے۔
یحییٰ بن اکثم نے کہا اور یہ روایت بھی تو کی گئی ہے کہ حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر کی مثال زمین پر ایسی ہی ہے جیسے حضرت جبریل و حضرت
مکائیل کی مثال آسمان پر ہے۔

آپ نے فرمایا یہ روایت بھی قابل نظر ہے کیونکہ حضرت جبریل و
حضرت مکائیل یہ دونوں اللہ کے مقرب فرشتے ہیں جنہوں نے کبھی اللہ کے
نا فرمائی نہیں کی اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی اطاعت سے روگردان نہیں ہوئے
لیکن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پہلے مشرک تھے اگرچہ بعد میں اسلام لائے علاوہ ازیں
ان دونوں کی زندگی کا اکثر حصہ مشرک باللہ میں بسر ہوا۔ لہذا محال ہے کہ ان دونوں کو
ان دونوں فرشتوں کے مشابہہ قرار دیا جائے۔

یحییٰ نے کہا یہ بھی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر یہ
دونوں جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟
آپ نے فرمایا یہ بھی محال ہے کیونکہ اہل جنت کل کے کل جوان ہیں
گے ان میں کوئی بوڑھا نہ ہوگا۔ یہ روایت بنی ماتیہ نے اس روایت کے مقابلہ میں
وضع کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین اور حضرت امام
حسین علیہم السلام کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں سردار جوانان اہل جنت ہیں۔
یحییٰ بن اکثم نے کہا روایت میں ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب اہل
جنت کے لئے جہالت ہیں؟

آپ نے فرمایا یہ مجال ہے کیونکہ جنت میں ملائکہ مقررین اور آدم تا خاتم تمام انبیاء و مرسلین ہوں گے تو ان لوگوں کے انوار سے تو جنت کوئی روشنی نہ ہو اور حضرت عمر کے چہرے سے جنت روشن ہو جائے۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا اور یہ بھی روایت ہے کہ سکینہ حضرت عمر

زبان سے گفتگو کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا میں حضرت عمر کی منزلت سے انکار نہیں کرتا

عزیز کر دو کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر سے کہیں افضل ہیں اور وہ برس منبر کتے کے ساتھ ایک شیطان ہے جو مجھے بہکا رہا ہے لہذا اگر تم لوگ دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہوں تو مجھے سیدھا کر لیا کرو۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا اور یہ بھی روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ

وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں مبعوث برسالت نہ ہوتا تو حضرت عمر رسول بھیجے جاتے۔

آپ نے فرمایا اس حدیث کے مقابلہ میں اللہ کی کتاب

سچی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔

وَإِذَا خَلَا مِنَ النَّبِيِّنَ مِيتًا قَهُوْا مِنْكَ وَمَنْ نُوْحٍ (سورہ انزاب آیت نمبر ۲۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد و پیمانہ

لیا تھا۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے عہد و پیمانہ کو بدل دے۔ اور انبیاء وہ ہیں

جنہیں اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کرنے کے لئے بھی کبھی شکر نہیں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو کیسے

کر بھیجتا جس کی زندگی کا اکثر حصہ آلودہ شرک باللہ رہا۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

نے فرمایا ہے کہ میں اس وقت نبی بنایا گیا جب حضرت آدم اپنی روح و جسد کے

میں تھے۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا یہ بھی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی مجھ پر وحی آتی ترک جاتی تھی تو مجھے یہ خیال ہوتا کہ اب

آل خطاب (حضرت عمر) پر نازل ہو رہی ہوگی۔

آپ نے فرمایا یہ بھی ناممکن و محال ہے اس لئے کہ اللہ

ارشاد ہے۔

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ مِمَّنْ شَاءَ وَمِنَ النَّاسِ مِمَّنْ شَاءَ آیت نمبر ۲۱

اللہ رسولوں کو منتخب کرتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے منتخب کئے ہوئے

نبی سے نبوت کو ایسے شخص کی طرف منتقل کر دے جس نے شرک کیا ہو۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت بھی کی گئی

ہے کہ اگر عذاب نازل ہو تو سوائے حضرت عمر کے کوئی نہ بچے گا۔ آپ نے فرمایا یہ بھی

ناممکن اور محال ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَجْعَلَ جَهَنَّمَ دَانًا فَيَهْمَ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَيَسْتَعْفِفَهُمْ

سورہ انفال آیت نمبر ۲۲

یعنی اللہ تعالیٰ اس امت میں سے کسی پر عذاب نازل ہی نہ کرے گا

جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان ہیں یا وہ لوگ استغفار

کر رہے ہوں۔

① عرب الامت

برسی نے اپنی کتاب مشارق الانوار میں ابو جعفر ہاشمی سے روایت

کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک دن میں بغداد میں حضرت ابو جعفر ثانی امام محمد تقی علیہ السلام

کی خدمت میں حاضر تھا کہ یا سرخادم حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ شہزادے آپ کو

میری مالکہ ام جعفر یعنی خواہر مامون نے یاد کیا ہے۔ آپ نے خادم سے کہا جاؤ میں ابھی

آ رہا ہوں اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اپنی سواری پر بیٹھے اور مامون کی مجلس کے

دروازے پر پہنچے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آپ کی آمد کی اطلاع اندر پہنچی تو ابو جعفر

خواہر مامون خود دروازے پر آگئی آپ کو سلام کیا اور کہا اندر آجائے ام الفضل بہت

مامون کے پاس چلیں۔ میری تمنا ہے کہ میں آپ کو اور اپنی بیٹی ام الفضل کو ایک جگہ

بیٹھا ہوا دیکھوں اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے۔ درمیان کے پردے

تھے آپ کے سامنے سے اٹھتے جاتے تھے وہاں پہنچ کر فوراً اٹھے پاؤں واپس ہوئے اور یہ کہتے

ہوئے کہ خلیما، انبیا، اکبرینہ (سورہ یوسف آیت ۲۱) ہر جب عورتوں نے حضرت

یوسف کو دیکھا تو ذریقتہ ہو گئیں (آپ وہاں سے نکلے اور آ کر بیٹھے گئے۔ ام جعفر خواہر مامون

پہنچنے پر اس کو سمیٹتی ہوئی باہر آئی اور عرض کیا شہزادے آپ نے کرم تو ضرور کیا مگر یہ کہ

انہما آپ نے فرمایا۔

الحی امس اللہ فلا تستعجلوه (سورہ نحل آیت ۷۷) حکم خدا آیا ہے تم لوگ جلدی نہ کرو اور بات کچھ ایسی ہوئی ہے اس کا اعادہ مناسب و بہتر نہیں جاؤ اور ام الفضل کو بتادو وہ واپس گئی اور اس نے ام الفضل کو بتایا کہ آپ نے یہ فرمایا ہے۔ ام الفضل نے کہا پھر بھی یہ بات انہیں کیسے معلوم ہوگئی اب اپنے والد کے میرے منہ سے کیسے نہ بددعا نکلے اس لئے کہ انہوں نے ایک جاؤ گرسے میرا نکال دیا اس کے بعد بولی اسے پھر بھی جب ان کا جمال مجھے نظر آیا تو مجھے آیام شروع ہو گئے میرے ہاتھ اپنے کپڑوں پر لگے اور میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر ام جعفر مبہوت سی ہوگئی اور بار بار کہا شہزادے ام الفضل کو کیا ہو گیا تھا بلکہ عورتوں کے راد کی بات ہے۔ اس نے کہا کیا غیب کی بات جانتے ہو؟ فرمایا نہیں پوچھا تو پھر آپ پر وحی نازل ہوئی ہے نہیں کہا پھر آپ کو اس کا علم کیسے ہو گیا جب کہ اس کا علم اللہ کو ہے یا ام الفضل فرمایا اللہ نے مجھے آگاہ کیا تو مجھے علم ہو گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ام جعفر نے گئی تو میں نے عرض کیا شہزادے عورتوں کے بلوغ کی پہچان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں ام الفضل کو آیا ہے۔

بخار الانوار



باب



فضائل و مکام اخلاق

① کم سنی میں تیس ہزار مسائل کا جواب

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ جب حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے وفات پائی تو ہم لوگ لئے گئے پھر حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے مختلف شہروں سے آئے ہوئے شیعوں کا ایک بہت بڑا مجمع تھا۔ جو حضرت علیہ السلام کی زیارت کی تمنا میں جمع تھا۔ اسی اثنا میں آپ کے چچا عبداللہ وہاں آگئے۔ یہ ایک سن رسیدہ بزرگ تھے۔ موٹے چھوٹے لباس میں ملبوس تھے۔ پر سجدے کا نشان وہ بھی اگر وہاں بیٹھ گئے۔ اتنے میں حضرت امام ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام اپنے حجرے سے برآمد ہوئے۔ قصبی قبیض اور قصبی چادر میں ملبوس تھے۔ سفید رنگ کی پاپوش آپ کو آتے دیکھ کر عبداللہ ابن موسیٰ کھڑے ہو گئے اور ساتھ تمام شیعوں بھی تقظیما کھڑے ہو گئے۔ عبداللہ ابن موسیٰ نے آگے بڑھ کر آپ کو کیا پیشانی کو بوسہ دیا۔ آپ ایک کرسی پر بٹھ کر تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی کم کو دیکھ کر سارا مجمع اسے حیرت کے ایک دوسرے کو دیکھنے لگا۔

مجمع میں سے ایک شخص نے آپ کے چچا سے پوچھا اللہ آپ کا بھلا یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص جانور سے فعل بدر کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ عبداللہ ابن موسیٰ نے کہا اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت امام ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کو بھی ان کی طرف غصہ کی نظر سے دیکھا اور فرمایا۔ چچا خوف خدا کیجئے ورنہ قیامت کے منزل بہت سخت ہوگی۔ جب اللہ آپ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور آپ سے جانے گا کہ جس مسئلہ کا تمہیں علم نہ تھا اس کے متعلق تم نے لوگوں کو فتویٰ دیا؟ عبداللہ ابن موسیٰ نے کہا مولا کیا آپ کے پدر بزرگوار نے یہ فتویٰ نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا وہاں یہ مسئلہ نہیں تھا بلکہ اس شخص نے ایک عورت کی قبر کے پاس سے دنا کیا اس پر میرے پدر بزرگوار نے یہ فتویٰ دیا کہ اس کا داہنا ہاتھ قبر کے جرم میں کاٹا جائے گا اور زنا کے جرم میں کوڑے بھی لگائے جائیں گے۔ اگر کمیت کی عزت و حرمت بھی اتنی ہی ہے جتنی اس کی زندگی میں تھی۔ عبداللہ ابن موسیٰ نے کہا مولا آپ نے سچ ارشاد فرمایا مجھے یاد آ گیا اب میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں

ہو گا اس گفتگو سے بڑی حیرت ہوئی اور ہر طرف سے آواز آئی میرے مولا اجازت ہو تو ہم لوگ بھی آپ سے اپنے مسائل دریافت کریں آپ نے اجازت دی اور لوگوں نے اس پر نشست میں آپ سے تیس ہزار مسائل دریافت کئے اور آپ نے ان سب کے جوابات دینے حالانکہ اس وقت آپ کا سن فقط نو سال کا تھا۔ (اختصاص ملاحظہ) علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ قرب وجوار کے کچھ لوگ حضرت ابو جعفر علیہ السلام کے پاس آئے اور ملاقات کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی دو سامنے گئے تو ان لوگوں نے ایک نشست میں تیس ہزار مسائل دریافت کئے آپ نے ان سب کا جواب دیا۔ حالانکہ اس وقت آپ کا سن صرف دس سال کا تھا۔ (مناقب مشاہیر)

ابراہیم بن ہاشم سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (مناقب جلد ۱ ص ۱۵۵) علی سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (کافی جلد ۱ ص ۱۹۱) کتاب الجلاء والشفایں مروی ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام نے ولایت فرمائی تو محمد بن جبور عجمی، حسن بن راشد، علی بن مدرک، علی بن مہزیار اور مختلف شہروں سے کثیر تعداد میں لوگ مدینہ آئے اور اہل مدینہ سے دریافت کیا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے بعد ان کا جانشین کون ہے اور کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا بصریا ایک گاؤں ہے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے جسے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے آباد کیا تھا۔ الغرض ہم لوگ وہاں پہنچے اور داخل قصر ہوئے۔ دیکھا کہ بہت سے لوگ سر پر کمر باندھ کر گردن جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ہم سب بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے اتنے میں عبداللہ ابن موسیٰ جو ایک سر رسیدہ بزرگ تھے تشریف لائے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ اللہ وقت ہیں۔ پھر سوچا کہ قبائے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے توبہ روایت کی ہے کہ امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد اب دو بھائی کبھی امام نہ ہوں گے۔ لہذا یہ ہمارے امام نہیں ہو سکتے۔ الغرض وہ آکر صدر مجلس میں بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے ان سے مسئلہ پوچھا یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص گدھی سے بڑھائی کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ انھوں نے جواب دیا اس کا داہنا ہاتھ قطع کر دیا جائے گا اور بعد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔ پھر سال بھر کے لئے ملک بدر کر دیا جائے گا۔ پھر ایک دوسرا شخص اٹھا اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ آپ کی بزرگی میں اضافہ فرمائے یہ بتائیں کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تجھے آسمان کے

ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق انہوں نے جواب دیا۔ اس سے اس نے سر جوڑا فرمایا اور
اور زواج مراد لئے ہیں یعنی تین طلاق۔ اور ہم لوگوں کو ان کے ان فتوؤں پر بڑھی
حیرت تھی کہ اتنے میں حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام جن کا سن اس وقت آٹھ
سال کا تھا تشریف لائے ہم لوگ کھڑے ہو گئے آپ نے اگر سب کو سلام کیا
عبداللہ بن موسیٰ صدر مجلس سے اٹھ گئے اور اب صدر مجلس میں حضرت امام محمد تقی
علیہ السلام بیٹھا آپ نے فرمایا کیا پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو۔

اذن سوال پا کر پہلا شخص اٹھا اور عرض کیا ایک شخص نے گدھی سے
بہ نعلی کی اس کے لئے کیا حکم شرع ہے۔ آپ نے فرمایا اس شخص پر حد جاری ہوگی اور وہ
اس گدھی کی قیمت ادا کرے گا۔ اور اس کے لئے گدھی یا اس گدھی کے بچوں پر سواری سے
سزا ہوگی۔ اس گدھی کو جنگل میں چھوڑ دیا جائے گا تاکہ وہ وہیں مر جائے اور درندے وغیرہ
اس کو کھا جائیں اس کے بعد فرمایا اور وہ حکم شرع جو عبداللہ بن موسیٰ نے بتایا ہے۔ وہ
اس شخص کے متعلق ہے جس نے ایک عورت کی قبر کھودی اس کا کفن چلایا اور اس کے
ساتھ بد فعلی کی۔ تو چوری کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ پھر اس پر زنا کی حد جاری
کی جائے گی اگر وہ بے عورت کے ہے تو اس کو شہر بدر کیا جائے گا اور اگر وہ عورت ہے
تو اس کا قتل اور دم واجب ہے۔

اب دوسرا شخص اٹھا اور عرض کیا فرزند رسول ایسے شخص کے متعلق
کی حکم شرع ہے جس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں نے تجھے آسمان کے ستاروں کی
تعداد کے برابر طلاق دی۔ آپ نے پوچھا تم قرآن پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں فرمایا پھر
سورہ طلاق کی تلاوت کرو۔ **و ا ق ب م و ا الش ہ ا د ۃ ل ل ل ہ ۔ سورہ طلاق آیت ۱**

اور دیکھو کہ طلاق بغیر پانچ باتوں کے نہیں ہوتی۔ شاہین عادلین کی گواہی
بجز ناز والے طہر میں صیغہ طلاق کا جاری ہونا اور بالارادہ اور بالعزم طلاق دینا اور ان
آیت میں یہی تو ہے اس کے بعد فرمایا کیا اس قرآن میں ستاروں کی تعداد کے برابر کا
کئی کوئی ذکر ہے؟ اس نے کہا نہیں۔

اس کو بہت سے مصنفین نے اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے مثلاً
ابو احمد بن ثابت نے اپنی تاریخ ابواسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور
محمد بن مندہ بن مہر بن نے اپنی کتاب میں۔

② چند سوالات

محمد بن ولید کرمانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک
مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام
کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے جو صبح کی طرف کھانے والے دروازے
پر موجود ہے میں پلٹ کر ایک مسافر کے پاس بیٹھ گیا یہاں تک کہ زوال کا وقت آ گیا
پھر ہم لوگوں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ ناگاہ اپنے پیچھے کسی کے آنے کی آہٹ سنی پلٹ
کر دیکھا تو حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام تھے میں نے بڑھ کر آپ کے ہاتھوں کو
بوسہ دیا آپ بیٹھ گئے اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ پھر فرمایا تسلیم کر دینے نے عرض
کیا میں آپ پر زنا میں نے تسلیم کیا آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا اور ہر مرتبہ میں ہی عرض
کیا کہ میں نے تسلیم کیا اور فرزند رسول میں اس پر خوش اور راضی ہوں۔ میرے دل سے
میں جو کچھ شک شکوک تھے وہ اللہ نے دور کر دیئے یہاں تک کہ اگر میں شک پیدا کرنے
کی کوشش بھی کروں تو نہیں کر سکتا۔

میں دوسرے دن پھر پہنچا پہلے دروازے سے آگے بڑھ کر
اصطبل تک پہنچا وہاں کوئی ایسا نہ تھا جسے میرے آنے کی اطلاع ہو۔ مجھے امید تھی
کہ اس طرح میں آپ تک پہنچ جاؤں گا مگر کوئی ایسا نہ ملا جسے اپنا وسیلہ بناؤں اور
دھوپ سخت ہو گئی اور مجھے بھوک بھی لگی۔ میں پانی پی کر اپنی پیاس بجھاتا اور
بھوک کو تسکین دیتا رہا۔ ابھی میں اسی حال میں تھا کہ ایک غلام ایک خان کے گھر
میرے پاس آیا۔ جس میں طرح طرح کے کھانے تھے۔ اور ایک دوسرا غلام بھی تھا
جس کے ہاتھ میں طشت اور لوٹا تھا ان دونوں نے یہ سب چیزیں میرے سامنے
لا کر رکھ دیں اور کہا مولانا نے حکم دیا ہے کہ کھانا کھا لو میں کھانے لگا۔ جب اس سے
فارغ ہوا تو مولانا خود تشریف لائے میں کھڑا ہو گیا حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ اور کھانا کھاؤ میں
کھانے لگا آپ نے ایک غلام کی طرف دیکھا اور فرمایا تم بھی اس کے ساتھ کھانے
میں شریک ہو جاؤ تاکہ بے تکلف ہو کر کھانے الغرض جب کھانے سے فارغ ہوا تو مترخان
اٹھایا گیا اور غلام نے اٹھ کر جاہا کہ دسترخوان کے گرد جو کچھ پس خوردہ ہے اسے اٹھا
لے۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو محراب میں کاپس خوردہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہاں گھر کے اندر کا
پس خوردہ اٹھایا جاتا ہے۔ پھر فرمایا کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لو۔ میں نے عرض کیا میں آپ

پر قربان مشک کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میرے پر بزرگوار نے حکم دیا تھا کہ ان کے لئے مشک کا ذرا ہم کیا جائے تو فضل نے آپ کو خط لکھا کہ لوگ اسے آپ کے لئے معیوب سمجھتے ہیں آپ نے اس کو جواب میں تحریر کیا اسے فضل تمہیں یہ نہیں معلوم کہ حضرت یوسف علیہ السلام ریشمی زردوزی کا کام کیا ہوا ہاں پہنتے تھے اور طلائع کرسی پر بیٹھتے تھے مگر اس سے ان کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی بھی یہی شان تھی۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ میرے لئے (مشک و عنبر و کافور سے مرکب) ایک خوشبو چار ہزار درہم کی تیار کی جائے۔

پھر میں نے عرض کیا یہ فرمائیں کہ آپ کے دوستوں کو آپ لوگوں کے دوستی میں کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا سنا حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک غلام تھا جو آپ کی سواری کی لجام تھا مانتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد رسول میں تشریف لائے اور باہر آپ کا غلام آگے سواری لئے کھڑا ہوا تھا کہ اسی اثنا میں خراسان سے آپ کے چند دوست دار گئے۔ ان میں سے ایک دوست نے اس غلام سے کہا۔ ذرا اپنے آقا سے جا کر پوچھو اگر وہ اجازت دیں تو جو خدمت تم انجام دے رہے ہو وہ میں انجام دینے کے لئے تیار ہوں میں ان کا غلام بن جاؤں گا۔ اور تم اس کے عوض میرا سال مال لے لو۔ ویسے میں کوئی عزیز نہیں اللہ کے فضل سے میں بہت دولت مند ہوں۔ ہر طرح کا ساز و سامان مال و دولت میرے پاس ہے تم خراسان جا کر سب کچھ لے لو۔ اور میں یہاں سے تمہاری جگہ تمہارے آقا کی غلامی کروں گا۔ غلام نے جواب دیا اچھا میں ابھی جا کر پوچھتا ہوں۔

وہ غلام مسجد میں آپ کے پاس گیا اور عرض کیا مولا آپ کو معلوم ہے کہ میں کتنے عرصے سے آپ کی خدمت کر رہا ہوں اس وقت اللہ نے مجھے ایک بہت اچھا موقع دیا ہے کیا آپ مجھے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھانے دیں گے؟ آپ نے فرمایا میں خود اپنے پاس سے تمہیں دوں گا۔ دوسرے کے پاس نہ جانے دوں گا۔ اس غلام نے اس مرد خراسانی کا واقعہ بتایا۔ آپ نے فرمایا اچھا اگر تمہیں ہماری خدمت پسند نہیں اور وہ مرد خراسانی ہماری خدمت کرنا چاہتا ہے تو ہمیں منظور ہے تم جا سکتے ہو۔ وہ خادم آپ کے پاس سے واپس ہوا تو آپ نے آواز دی ذرا ایک بات سنئے جاؤ ویسے جانے نہ جانے کا تمہیں پورا اختیار ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق نور خدا سے ہوگا۔ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگا اور ان کے بعد ائمہ کا تعلق امیر المؤمنین سے ہوگا اور ہمارے شیعہ لوگوں کا تعلق ہم لوگوں سے ہوگا۔ ہمارے ساتھ وہ لوگ بھی جنت میں اسی درجہ میں ہوں گے جس درجہ میں ہم لوگ ہوں گے۔ جہاں ہم لوگ وارد ہوں گے وہاں یہ لوگ بھی وارد ہوں گے۔

غلام نے کہا اب نہیں جاؤں گا۔ یہیں رہوں گا اور آپ لوگوں کی خدمت کروں گا اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ مسجد سے نکلا اور اس مرد خراسانی کے پاس آیا مرد خراسانی نے کہا کیا بات ہے جانتے وقت تمہارے پیرے کا رنگ کچھ اور تھا اب اس وقت رنگ کچھ اور ہے اس غلام نے اس سے اپنی ساری گفتگو بیان کی جسے سن کر وہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ اس مرد خراسانی نے غلام کو ایک ہزار دینار دیئے پھر کھڑا ہوا امام سے رخصت چاہی اور دعا کی درخواست کی آپ نے اس کے لئے دعا کی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کیا مولا اگر میرے اہل و عیال تمہیں نہ ہوتے تو جی چاہتا تھا کہ آپ کی ڈیڑھی پر کچھ دنوں قیام کروں مگر اب تو اجازت دیں۔ آپ کے سامنے ایک فقریات کا ڈبہ لکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اسے تم لے لو۔ میں نے تکلف کا اظہار کیا آپ مسکرائے اور فرمایا لے جاؤ تمہیں اسکی ضرورت پڑے گی۔ میں اُسے لے کر اپنی قیام گاہ پر آیا اب دیکھا تو واقعاً جس وقت تمہارے لگا تو خرچ کے لئے رقم کم تھی اور مجھے اس کی ضرورت پڑی۔

۳۔۔۔ اعجاز امام

جب حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام اماموں سے رخصت ہو کر بغداد سے مرینہ کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ ام الفضل بنت مامون بھی تھی۔ وہ منزلیں طے کرتے ہوئے جب کوفہ پہنچے تو ایک جمع آپ کے ساتھ ہو لیا۔ قریب پرغروب آفتاب آپ دارسید پر آئے وہاں شب کو قیام فرمایا۔ نماز کے لئے مسجد میں آئے اس کے صحن میں کھجور کا ایک درخت بالکل خشک کھڑا ہوا تھا آپ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور اس درخت کی جڑ میں بیٹھ کر وضو کیا لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز مغرب

ادا کی پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد اذکار نصر اللہ کی قرأت فرمائی دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ہو اللہ احد کی تلاوت کی۔ رکوع سے پہلے قنوت پڑھا اور تیسری رکعت میں تشہد و سلام پھر قنوت پڑھی اور بغیر تعقیبات پڑھے کھڑے ہوئے چار رکعت نوافل پڑھی اور اس کے بعد تعقیبات پڑھیں ہجرت کے بعد بحال آئے اور باہر نکلے جب اس درخت کے پاس پہنچے تو لوگوں نے دیکھا وہ سر سبز و شاداب ہے اس میں خوب پھل آتے ہوئے ہیں۔ لوگوں کو سخت تعجب ہوا اور اس درخت کی کھجور کھائی تو نہایت لذت میں محظوظ ہوئے۔ اس وقت آپ کو قہر سے روانہ ہو کر مدینہ آئے اور وہاں رہنے لگے یہاں تک کہ ۱۱ھ میں معتمد نے آپ کو مدینہ سے پھر بغداد بلایا اور پھر بغداد میں رہے اور آپ نے اسی سال ماہ ذی القعدہ میں بغداد ہی میں انتقال فرمایا اور اپنے جد بزرگوار کی پشت کی طرف دفن ہوئے۔ (ارشاد مستطاب)

۴) برادر ایمانی سے سلوک

احمد بن زکریا صیدلانی نے اہل نسبت کے قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک شخص سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ جس سال حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام نے حج ادا کیا میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور یہ معتمد کی خلافت کا ابتدائی دور تھا میں آپ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا وہاں بہت سے دلیان خلافت بھی موجود تھے میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہوں علاقہ کا والی ایک ایسا شخص ہے جو آپ اہل بیت کا دوست دار اور محب ہے اور مجھ پر اس کی تحصیل کا خرچ باقی ہے میں آپ پر قربان اگر مناسب سمجھیں تو اسے ایک پرچہ تحریر کر دیں کہ وہ مجھ پر کم کرے۔ آپ نے فرمایا میرا اس کا شارف نہیں ہے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان یقین کیجئے وہ ویسا ہی ہے جیسا میں نے عرض کیا یعنی وہ آپ اہل بیت کا محب ہے اور آپ کے ایک پرچہ سے مجھے بڑا فائدہ ہو جائے گا۔ آپ نے کاغذ لیا اور ایک پرچہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اے بعد حال رقعہ ہذا لے بتایا ہے کہ تم ایک ایسے فریب کے پر ہو تم اپنے برادران مؤمن کے ساتھ حسن سلوک کرو اور یہ جان لو اللہ تعالیٰ ایک ایک ذرہ اور ایک ایک رانی کا تم سے سوال کرے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں وہ پرچہ لے کر سجستان پہنچا تو مجھ سے پہلے اس کی خبر حسین بن عبداللہ نیشاپوری کو جو اس وقت وہاں کا والی تھا پہنچ چکی تھی۔ اس نے شہر سے دو فرسخ آگے بڑھ کر میرا استقبال کیا میں نے وہ پرچہ اس کو دیا۔ اس نے اس کو بوسہ دیا آنکھوں سے لگا دیا اور مجھ سے پوچھا تمہاری حاجت کیا ہے؟ میں نے کہا آپ کی تحصیل میں مجھ پر اللہ ناری باقی ہے۔ اس نے حکم دیا کہ اس کی بقایا مالگنداری صاف کی جائے اور جب تک میں یہاں کا عامل ہوں تم کوئی مالگنداری نہ دو گے پھر پوچھا تمہارے متعلقین کتنے ہیں؟ میں نے بتایا تو اس نے میرے اور میرے متعلقین کا رتبہ بھی مقرر کر دیا پھر پوچھا جب تک وہ زندہ رہا میں نے کوئی مالگنداری ادا نہیں کی اور مرتے دم تک وہ ہم سے حسن سلوک کرتا رہا۔ (الکافی جلد ۱۱ ص ۱۱۱)

۵) روافض کی سخت اعتقادی

محمد بن مسعود نے محمدی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں علی بن داؤد کے پاس گیا وہ اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ علی بن داؤد نے اپنے اصحابوں سے کہا یہ تہاؤ کہ کل شب خلیفہ نے جو بات کہی تھی اس کے متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ لوگوں نے پوچھا خلیفہ نے کیا کہا تھا اس نے کہا خلیفہ نے یہ کہا کہ اگر ہم لوگ حضرت ابو جعفر کو زبردستی شراب پلا کر اور خود شہر میں بسا کر ان رافضیوں کے سامنے پیش کر دیں تو پھر وہ لوگ کیا کریں گے؟ اہل دربار نے کہا پھر ان رافضیوں کی ساری دلیلیں اور ساری بحثیں ختم ہو جائیں گی۔ میں نے کہا مگر رافضیوں کا میرے پاس بہت آنا جانا ہے میں ان لوگوں کے پوشیدہ معتقدات سے واقف ہوں۔ اس کا ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ خلیفہ نے کہا یہ بات تم نے کسے کہی؟ میں نے کہا اس لئے کہدی کہ وہ لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ ہرزانہ اور ہرجال میں ضروری ہے کہ اس زمین پر کوئی نہ کوئی حجت خدا ہوتا کہ اللہ کی حجت بندوں پر تمام ہو جائے۔ پس اگر اس حجت خدا کے دور میں کوئی اس جیسا یا اس سے بھی بہتر و افضل ہو تو پھر وہ اپنے اہل اور اپنی قوم میں حجت قرار پانے کا زیادہ اہل ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ ان اہل داؤد نے یہ کہہ کر خلیفہ کی بات پر اعتراض کیا۔ تو خلیفہ نے کہا واقعی اس قوم پر کوئی مکر و حیلہ نہیں چل سکتا لہذا ابو جعفر کو تکلیف نہ دو۔ (رجال شیخ صدوق)

۶۔ اسناد نزر جواد

ابو بصیر جمدانی سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت حکیمہ بنت محمد علی بن موسیٰ بن جعفر یعنی حضرت امام حسن مسکری علیہ السلام کی پھوپھی نے یہ بیان کیا کہ جب حضرت امام محمد تقی ابن حضرت امام الرضا علیہ السلام نے رحلت فرمائی ان کی زوجہ ام عیسیٰ بنت مامون کے پاس رسم تعزیت بجالانے گئی۔ دیکھا کہ پر بہت حزن و ملال طاری ہے معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے جان دے گی اور اس کا کچیر پھٹ جائے گا۔

پھر ہم دونوں آپ کے کرم، حسن اخلاق آپ کے خدا داد فضل و عزت و کرامت کا تذکرہ کرنے لگے۔ اسی اثنا میں ام عیسیٰ نے کہا میں ان کے ایک حیرت انگیز اور جلیل القدر واقعہ بیان کروں؟ میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے میرے دل میں ان کی طرف سے کھٹک رہتی میں ان پر پوری نگاہ رکھتی وہ مجھے سنایا کرتے اور جب میں ان کی شکایت اپنے والد سے کرتی تو وہ کہتے بیٹی براہ راست کہ وہ آل رسول ہیں۔

ایک دن میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک لڑکی گھر میں داخل ہوئی اور مجھے سلام کیا میں نے پوچھا تم کون؟ اس نے کہا میں عمار یا سر کے خاندان کی لڑکی اور حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کی زوجہ ہوں جو تمہارے بھی بیٹھے یہ سن کر میں جل اٹھی اور برداشت نہ کر سکی چاہتی تھی کہ گھر سے نکل پڑوں اس وقت شیطان مجھے اتنا اور غلایا کہ قریب تھا کہ میں اس لڑکی کی پوری مرمت کر دوں مگر پھر میں نے اپنے کو ضبط کیا۔

جب وہ چلی گئی تو میں اپنے والد مامون کے پاس آئی۔ ان سے اپنے بیان کیا وہ شراب کے نشہ میں اتنے جوڑ تھے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے یہ سن کر میرے دل نے کہا اسے غلام ذرا بری تو وار تو لانا تلوار لایا تو وہ اُسے لے کر اپنی سواری پر سوار ہو گیا اور کہا خدا کی قسم میں ابھی جا کر انہیں قتل کر دیتا ہوں جب میں نے یہ دیکھا تو کہا انا اللہ را جعون میں نے یہ کیا کیا یہ تو میں نے خود اپنے اور اپنے شوہر کے حق میں بڑا کام مارے حسرت و افسوس کے اپنا منہ پینٹنے لگی۔ الغرض میرے والد امام محمد تقی کے پیچھے اور ان پر تلوار کے پے در پے وار کر کے انہیں چھوڑنے کو مجبور کر دیا اسکے بعد

میں نکلے میں بھی انہا کے پیچھے پیچھے نکلی۔ رات بھر مجھے نیند نہ آئی۔

حجب صبح ہوئی اور دن اچھا خاصا چڑھ گیا تو اپنے والد کے پاس آئی اور کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے گزشتہ شب کیا کیا؟ انہوں نے کہا بتاؤ میں نے کیا کیا؟ میں نے کہا آپ نے فرزند حضرت امام رضا کو قتل کر دیا۔ یہ سن کر انہوں نے ایک چنچ اری اور غش کھا کر گر پڑے۔ تھوڑی دیر بعد جب غش سے افاقہ ہوا تو بولے تجھ پر واسطے یہ تو کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا باپا میں سچ کہتی ہوں۔ خدا کی قسم آپ نے ان پر پے در پے تلوار کے وار کئے اور انہیں قتل کر دیا۔ یہ سن کر وہ سخت مضطرب ہوئے اور بولے اے یا مگر بلا لاد۔ جب یاسر آیا اور انہوں نے یاسر کو دیکھا تو بولے تجھ پر واسطے یہ تو کیا کیا کہتی ہے۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین یہ سچ کہتی ہے یہ سن کر انہوں نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور منہ پینٹنے لگے اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میں نے خود کو تباہ کر لیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رسوا اور بد نام ہوا۔ اسے یاسر جلا جا اور دیکھ واقعاً کیا قصہ ہے۔ اور فوراً واپس آ میرا تو دم نکلا ہا ہا ہے۔ یاسر اُدھر گیا اور اُدھر میں اپنا منہ پیٹ رہی تھی کہ تھوڑی ہی دیر میں یاسر واپس آیا اور بولا یا امیر المؤمنین خوشخبری ہوا انہوں نے کہا تو خوشخبری کہتا ہے کیا خوشخبری ہے؟ یاسر نے کہا جب میں ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ قیض پینے اور لحاف اڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں نے جا کر انہیں سلام کیا اور عرض کیا فرزند مامون میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ قیض مجھے عطا فرمادیں اسے پین کر میں نماز پڑھوں گا اور آپ کا تبرک سمجھوں گا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ قیض اتر دیکھ لوں کہ آپ کے جسم پر کوئی تلوار کا گھاؤ یا نشان تو نہیں ہے۔ جب آپ نے قیض اتاری تو دیکھا کہ خدا کی قسم آپ کا جسم باقمی کے دانت کی طرح سفید اور مائل بہ زردی ہے اور تلوار وغیرہ کا کوئی نشان نہیں ہے۔

یہ سن کر مامون دیر تک روتا رہا اور بولا اب اس کے بعد باقی کیا رہ گیا۔ بے شک یہ واقعہ اولین و آخرین کے لئے سبق آموز ہے۔ اس کے بعد کہا اسے یاسر مجھے اپنا سوار ہونا تلوار لے لیا اور ان کے پاس جانا اور وہاں سے نکلتا یہ سب تو یاد ہے مگر وہاں تک گیا اور وہاں سے کیونکر پلٹا یہ کچھ یاد نہیں۔ یہ بتاؤ وہاں کیا ہوا اور میں وہاں کیسے گیا اس لڑکی پر اللہ کی لعنت اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ خدا کی قسم حج کے بعد تم پھر میرے پاس انکی شکایت لیکر یا بغیر ان کی اجازت کے گھر سے باہر نکلیں تو میں تمہیں پھونک دوں گا اس کے بعد فرزند امام رضا علیہ السلام کے پاس جاؤ اور انہیں میرا سلام

پہنچا اور میں ہزار دینار اور وہ سواری جس پر گزشتہ شب سوار ہو کر میں وہاں گیا تھا نہیں دے آؤ۔ اس کے بعد تمام بائیسوں کو حکم دیا کہ جائیں اور امام محمد تقی علیہ السلام کو جا کے سلام کریں۔

یاسر کا بیان ہے کہ میں نے بائیسوں کو یہ حکم پہنچایا اور میں بھی ان لوگوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچا انہیں سلام کیا اور مامون کا سلام پہنچایا اور میں ہزار دینار ان کے سامنے رکھ دیتے اور وہ سواری کا گھوڑا انہیں پیش کیا۔ آپ نے ان سب پر ایک نظر ڈالی، مسکرائے اور فرمایا اے یاسر کیا مامون اور میرے پیر ہزار گوارے کے درمیان اور میرے اور مامون کے درمیان یہی عہد ہوا تھا کہ وہ مجھ پر تلوار چلائے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ میرا بھی ایک ناصربے جو مجھے اس کے شریک بچاتا ہے؟

میں نے عرض کیا فرزند رسول اب فقہ کو چھوڑنے خدا کی قسم اور آپ کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کی قسم وہ آپ کو سمجھا نہیں نہ اسے پہلے کہ اس زمین پر اس کا کیا مقام ہے۔ مگر اب اس نے واقفانہ فخر کر لی ہے اور قسم کی ہے کہ آئندہ کبھی شراب نوشی نہ کرے گا۔ وہ شیطان کے اس جال میں پھنسا ہوا تھا فرزند رسول اب جب آپ اس کے پاس تشریف لائیں تو اس کا تذکرہ بھی نہ کریں نہ اس پر برہمی کا اظہار فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا میں نے رفع دفع کیا اور ایسا ہو کروں گا پھر اپنا لباس منگوایا۔ زیب تن کیا اور چلے۔ آپ کے ساتھ وہ سارا جمع ہو مامون کے پاس آیا۔ جب مامون نے آپ کو دیکھا تو اٹھا اور آپ کو سینے سے لگایا اور خوش آمدید کہا اس نے اس وقت آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی صرف آپ سے بائیں کرتا رہا۔ جب گفتگو ختم ہو چکی تو آپ نے مامون سے کہا یا امیر المؤمنین اس نے کہا بیک وسعدیک۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ آپ رات کے وقت گھر سے باہر نہ نکلا کریں اس لئے کہ ان منحوس لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ میرے پاس ایک تعویذ ہے اس سے اپنی حفاظت کریں۔ اس دنیا کی تمام آفات و بلیات اور لوگوں کے شر و مکر وہاں دہرے اس تعویذ کے ذریعے خود اس طرح بچائیں جس طرح اس تعویذ کے ذریعے گزشتہ شب اللہ نے مجھے آپ سے بچایا۔ یقین کریں کہ اس تعویذ کو لے کر اگر آپ تمام ترک درم کی فوجوں کے مقابل آجائیں اور وہ سب جمع ہو کر بھی چاہیں کہ آپ پر غالب آجائیں بلکہ تمام زمین کے تمام لوگ بھی اگر جمع ہو کر چاہیں کہ آپ پر

غلبہ حاصل کر لیں تو بحکم خدا نے جبارہ ان کے لئے ناممکن ہو گا۔ اگر آپ چاہیں تو میں وہ تعویذ آپ کو بھیج دوں مامون نے کہا جی ہاں مگر آپ خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر میرے پاس بھیجیں آپ نے فرمایا بہتر میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجوں گا۔

یاسر کا بیان ہے کہ دوسرے دن صبح کو حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھے طلب فرمایا جب میں پہنچا تو آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے سامنے پوست منگوایا اور خود اپنے ہاتھ سے یہ تعویذ لکھا۔ اس کے بعد فرمایا اے یاسر لو یہ تعویذ امیر المؤمنین کو دے دینا اور ان سے کہنا کہ چاندی کا ایک ڈھولنا بنوائیں اور اس کے اوپر تو میں کہوں نقش کر لیں اس کے بعد اس میں اس تعویذ کو رکھ دیں۔ اب جب اسے بازو پر باندھنا چاہیں تو اسے دلہنے بازو پر باندھیں اور اس سے پہلے وضوئے کامل کر لیں پھر چار رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں پہلے سورہ فاتحہ اور سات مرتبہ آیتہ الکرسی اور سات مرتبہ آیت شہد اللہ اور سات مرتبہ سورہ والشمس اور سات مرتبہ سورہ واللیل اور سات مرتبہ قل هو اللہ احد پڑھیں۔

جب نماز کی ان رکعتوں سے فارغ ہو جائیں تو اللہ کا نالے کر اپنے دائیں بازو پر باندھ لیں ہر خوف و خطر سے محفوظ رہیں گے اس بات کا خصوصی خیال رہے کہ یہ عمل زمانہ قدر مقرب میں نہ ہو پھر آپ دیکھیں گے کہ اگر پورے شام اور روم کے لشکر ان سے بھی آپ کا مقابلہ ہوگا تو انشا اللہ اس تعویذ کی برکت سے آپ ان پر فتحیاب و کامیاب ہوں گے۔

④ — علماء و فقہائے عصر اور آپ کے علم کی اعزازت

روایت میں ہے کہ جس وقت حضرت امام رضا علیہ السلام نے انتقال فرمایا اس وقت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا سن تقریباً سات سال کا تھا جب امامت کے متعلق بغداد اور مختلف شہروں کے مومنین میں اختلاف پیدا ہوا اس پر رائے مشورہ کے لئے عبد الرحمن بن حجاج کے مکان پر ریان بن صلت، یحییٰ بن اکثم و محمد بن حکیم اور شیعوں کے دیگر ذی وجوہ ثقہ لوگوں کا اجتماع ہوا۔ یہ سب لوگ اپنی اس مصیبت پر زار و قطار رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے حضرت ابو جعفر

علیہ السلام بڑے ہونے تک اپنے شرعی مسائل کس کے پاس لے جائیں؟

یہ سن کر ریان بن صلت کھڑے ہو گئے اور بڑھ کر ان کی گردن پر کئی طالع مارے جاتے اور کہتے جاتے یہ بظاہر ایمان اور بہ باطن شک و شرک، سن اگر یہ عہد امامت اللہ کی طرف سے تفویض ہوتا ہے تو ایک دن کا بچہ بڑے بڑے علماء بھی بڑھ کر ہے اور اگر یہ عہد امامت اللہ کی طرف سے تفویض نہیں ہوتا تو پھر اگر کوئی ایک ہزار سال کا بوڑھا بھی امام ہو تو وہ مسلمانوں کا ایک فرد ہے۔ صرف یہ بات سوچنے اور غور کرنے کی ہے اس پر سب لوگ یونس بن عبدالرحمن کو سخت شکر کہنے لگے۔

وہ زمانہ حج کا تھا لہذا انصار اور اسکے اطراف جوانب کے فقہاء و علماء میں سے اتنی حضرات حج پر گئے وہاں سے وہ رہنے گئے تاکہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے ملیں۔ وہ جب مدینہ پہنچے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر آنے آواز دیا اندر گئے اور ایک بہت بڑے فرش پر بیٹھ گئے۔ اندر سے عبداللہ بن موسیٰ برآمد ہوئے اور آکر صدر مجلس میں بیٹھ گئے اعلان ہوا کہ یہ فرزند رسول ہیں اگر کسی کو کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو ان سے پوچھ لے۔ لہذا ان سے بہت سے مسائل پوچھے گئے۔ انہوں نے سب کا جواب نادر و واجب و نامناسب دیا۔ جسے سن کر علماء و فقہاء کو بڑا دکھ ہوا وہ سب بے قرار ہو کر اٹھے اور واپسی کا ارادہ کیا اور دل میں کہنے لگے کہ کاش ابو جعفر علیہ السلام ہوتے تو ان مسائل کا صحیح جواب ملتا۔

ابھی یہ لوگ واپس ہی ہو رہے تھے کہ صدر مجلس کی طرف کا ایک دروازہ کھلا موقوف باہر نکلا اور بولا لیجئے یہ ابو جعفر علیہ السلام ہیں۔ یہ سن کر لوگ تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب نے بڑھ کر آپ کو سلام کیا آپ کے جسم پر دو قبضیں امر و عامہ اور باطن میں نعلین تھی تشریف لائے اور ایک جگہ بیٹھ گئے سب لوگ بھی بیٹھ گئے اب مسئلہ پوچھنے والا اٹھا اور اس نے مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا صحیح جواب دیا جواب سن کر لوگ خوش ہو گئے اور آپ کو دعائیں دین اور کہنے لگے آپ کے بچانے تو اس مسئلہ کا یہ جواب دیا تھا۔ آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ چچا جان یہ بہت بڑا گناہ ہے کل آپ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور وہ پوچھے گا کہ میرے بندوں کو وہ فتویٰ کیوں دیا جس کو تم نہیں جانتے تھے جب کہ امت میں ایسا شخص موجود تھا جو تم سے زیادہ علم والا تھا۔

۸۔ دریاے دجلہ کے پانی کا علم

عمر بن فرخ رجبی کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک مرتبہ دریاے دجلہ کے کنارے تھے میں نے ابو جعفر (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) سے کہا تمہارے شیعوں کا دعویٰ ہے کہ دریاے دجلہ میں جس قدر پانی ہے اس کا وزن تم لوگوں کو معلوم ہے؟ آپ نے فرمایا یہ بتاؤ اللہ تعالیٰ میں یہ قدرت ہے یا نہیں کہ ایک مچھر کو اس کا علم تفویض کر دے؟ عمر بن فرخ نے کہا ہاں اللہ میں اس کی قدرت ہے آپ نے فرمایا تو پھر اللہ کے نزدیک تو میری قدر و منزلت تو مچھر بلکہ اکثر مخلوق سے بھی زیادہ ہی ہے۔

۹۔ کھجور کا شربت

ابراہیم بن ابی البلاد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو جعفر ابن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اپنا شکم آپ کے شکم سے مس کروں۔ آپ نے فرمایا اچھا ہے ابو اسماعیل ادھر آؤ آپ نے اپنے شکم سے قبض کا دامن مٹایا اور میں نے اپنا شکم آپ کے شکم سے مس کیا پھر آپ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا اور ایک طبق میں کیشش منگوائی میں نے اسے کھا آرا اور آپ مجھ سے باتیں کرتے رہے اسی اثناء میں آپ نے اپنے معدے کی شکایت کی اور ادھر مجھے پیاس محسوس ہوئی میں نے پانی مانگا آپ نے آواز دی اے کیزان کو میرا کھجور کا شربت پلاؤ۔ وہ کیزان ایک پیالہ میں کھجور کا شربت لائی میں نے پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ میں نے کہا اسی نے تو آپ کا معدہ خراب کیا ہے آپ نے فرمایا یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغ کی کھجور کا شربت ہے۔ کھجور کو پانی میں ڈال کر کیزان اس کو اپنے ہاتھوں سے ملتی ہے جسے میں کھانے کے بعد اور دن بھر پیتا ہوں پھر رات کے وقت اس میں سے نکال کر گھر والوں کو پلاتی ہے۔ میں نے کہا مگر اہل کوفہ تو اسے پسند نہیں کرتے آپ نے پوچھا پھر وہ کس قسم کا شربت پیتے ہیں میں نے کہا وہ کھجور کو پانی میں بھگو دیتے ہیں اور اس میں ایک قسم کی بوٹی ڈال دیتے جس سے اس میں جوش اور بال اجماع ہے۔ اس کے بعد اس کو پیتے ہیں آپ نے فرمایا وہ تو حرام ہے۔

⑩ فضائیں دریا اور دریا میں مچھلی

محمد بن طلحہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کے پیدائش کے وقت ابو الحسن رضا علیہ السلام نے رحلت فرمائی۔ آپ کی وفات کے ایک سال بعد خلیفہ وقت بغداد آیا۔ اتفاق کی بات کہ ایک دن وہ شکار کے لئے نکلا اور اس کا گھوڑا شہر کی ایک گلی سے جوا وہاں بہت سے لڑکے کھیل رہے تھے اور امام محمد تقی علیہ السلام کھڑے تھے اس وقت آپ کا سن تقریباً گیارہ سال کا تھا۔

خلیفہ مامون کو دیکھ کر سارے لڑکے تو بھاگ گئے مگر امام ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام اپنی جگہ پر کھڑے رہے خلیفہ مامون آپ کے قریب آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں نیکی ڈال دی اس نے رک پوچھا صابن سے تمام لڑکے تو مجھ کو دیکھ کر بھاگ گئے تم کیوں نہیں بھاگے؟ آپ نے برجستہ جواب دیا یا امیر المومنین اس سنگ نہ تھا کہ آپ کے جانے میں دشواری ہوتی اس لئے میں بیٹھ جاتا اور نہ میں نے کوئی جرم کیا تھا کہ آپ کو دیکھ کر میں بھاگتا اور آپ کے متعلق مجھے یہ گمان تھا کہ بلا جرم کسی کو نہیں ستائیں گے۔ اس لئے میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔

یہ جواب سن کر وہ حیرت زدہ ہو گیا پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ فرمایا محمد پوچھا تم کس کے صاحبزادے ہو؟ فرمایا یا امیر المومنین میں حضرت علی ابن موسیٰ رضا کا نواسی ہوں اس نے ان کے والد کے لئے اللہ سے طلب رحمت کی اور اپنی سواری آگے بڑھ کر دی اس کے پاس کچھ شکاری باز تھے جب آبادی سے دور نکل گیا تو اس نے ایک لڑکے کو لیا اور شکار کے لئے ایک تیر پر چھوڑا۔ وہ باز اڑا اور نگاہوں سے غائب ہو گیا اور دریا تک غائب رہا مگر جب فضا سے واپس آیا تو اس کے منقار میں ایک زندہ چھوٹی سی مچھلی تھی۔ خلیفہ مامون کو بڑا تعجب ہوا یہ باز فضا سے مچھلی کیسے پکڑ لایا۔ اس نے مچھلی کو اپنے منٹھی میں چھپا لیا گھر واپس ہوتے ہوئے اسی گلی سے گزرا جس سے آیا تھا۔ جب اس مقام پر پہنچا تو لڑکے کے پھر کھیل رہے تھے وہ خلیفہ کو دیکھ کر پہلے کی طرح پھر بھاگے لیکن حضرت ابو جعفر حسب سابق پھر اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مامون آپ کے قریب آیا اور بولا اسے محمد آپ نے فرمایا البیک یا امیر المومنین۔ وہ بولا بتاؤ میری منٹھی میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے فضاؤں میں دریا پیدا کئے ہیں جن میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ہیں سلاطین کے باز جکا شکار کر کے لے لے ہیں اور خلفاء اس سے اپنی بیت

نبوت کی نسل کا امتحان لیتے ہیں۔

مامون نے جب یہ سنا تو اسے بڑی حیرت ہوئی۔ وہ تادم آیکو گھور کر دیکھتا رہا پھر بولا حق ہے کہ تم ابو الحسن رضا کے فرزند ہو اس کے بعد آپ کے ساتھ حزن سلوک میں اور اضا فر کر دیا۔

کشف المومنین جلد ۱ ص ۱۸۱-۱۸۲
علی بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے جس کا نام اس وقت یاد نہیں آ رہا ہے کہ مامون کا باز فضا سے پلٹا تو اسے منٹھی میں سبز رنگ کے سانپ تھے اس نے آمنہ علیہ السلام میں سے کسی سے پوچھا تو پوچھنے سے پہلے انہوں نے فرمایا فضا میں سانپ ہیں اور سبز رنگ کا باز جس کا شکار کرتا ہے اور اس سے اولاد انبیاء کا امتحان لیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم (مناب ص ۱۸۹)

⑪ زلزلوں سے نجات کا عمل

علی بن ہزیرا سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں جاتا مگر پھر میں نے خط لکھا کہ ابوازیں زلزلے بہت آتے ہیں اگر آپ کی رائے ہو تو میں وہ شہر چھوڑ دوں آپ نے اس کے جواب میں لکھا نہیں شہر چھوڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ چہا شنبہ پنجشنبہ اور جمعہ کو تین دن روزہ رکھو جمعہ کو غسل کرو اپنے لباس پاک کرو پھر اللہ سے دعا کرو یہ کیفیت جاتی رہے گی۔ ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اور زلزلوں سے نجات ملی۔

⑫ امرطہ بن کیطرف طواف کعبہ بجا لانا

موسیٰ بن قاسم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں آپ کی طرف سے اور آپ کے پدربزرگوار کی طرف سے طواف بجا لاؤں مگر لوگوں نے کہا کہ اولیاء کی طرف سے طواف نہیں کیا جاتا آپ نے فرمایا جتنا بھی ممکن ہو طواف کر دینا جائز ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے تین سال بعد آپ سے عرض کیا کہ آپ نے مجھے اجازت دی تھی کہ آپ کی طرف سے طواف کروں اور آپ کے پدربزرگوار کی طرف سے طواف بجا لاؤں میں نے جس قدر بھی ممکن ہوا آپ دونوں حضرات کی طرف سے طواف کیا پھر میرے دل میں ایک اور بات آئی میں نے اس پر عمل کیا۔ آپ نے فرمایا

وہ کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی طواف کیا (آپ نے تین بار کہا صلی اللہ علی رسول اللہ) دوسرے دن حضرت امیر المؤمنین کی طرف سے طواف کیا تیسرے دن حضرت امام حسن علیہ السلام کی جانب سے جو چھ دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف پانچویں دن حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کی طرف سے چھ دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف سے ساتویں دن حضرت جعفر بن محمد کی طرف سے اٹھویں دن آپ کے جد بزرگوار حضرت موسیٰ بن جعفر کی طرف سے نویں دن آپ کے والد بزرگوار کی طرف سے اور دسویں دن آپ کی طرف سے طواف کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی ولایت اللہ نے جزو دین قرار دیا ہے آپ نے فرمایا پھر تو تم واللہ دین خدا پر عامل ہو اس لئے کہ بغیر ان کی ولایت کے اللہ دین کو قبول نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا اور کبھی کبھی میں آپ کی جد ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا کی طرف سے بھی طواف کر لیتا ہوں اور کبھی نہیں بھی کرتا۔ آپ نے فرمایا ان کی طرف سے طواف اور زیادہ کرو اس لئے کہ اب تک تم نے جو عمل کیا یہ ان میں سب سے افضل ہے انشاء اللہ تعالیٰ

(الکافی جلد ۱ ص ۱۳۱)

۱۳) گھر سے نکل کر دروازے سے

بزنطی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے وہ خط پڑھا جو حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام نے حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کو تحریر کیا تھا اس میں یہ لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب تم کہیں جانے کے لئے تیار ہوتے ہو تو تلازمین تم کو چھوٹے دروازے سے نکالتے ہیں مگر یہ بھی ایک طرف سے نکل ہے تاکہ کوئی تم سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ تمہیں میرے حق کی قسم تم نکل کر دروازے سے اور داخل ہو تو بڑے دروازے سے اور جب نکلو تو اپنے ساتھ بہت سے درہم دینار لے کر نکلنا کہ جو مانگے اس کو فوراً دو اور اگر تمہارے چچاؤ میں سے کوئی مانگے تو اسے پچاس دینار سے کبھی کم نہ دینا زیادہ کا تمہیں اختیار ہے اور اگر تمہاری چھو بیویوں میں سے کوئی مانگے تو انہیں پچیس دینار سے کم نہ دینا زیادہ کا تمہیں اختیار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہارا رتبہ بلند کرے۔ خوب بخشش کرو اور اس سے بڑھ کر وہ عرض والا تم کو مفلس کر دے گا۔

عیون اخبار رضا جلد ۱ ص ۱۳۱

کافی میں بھی بزنطی سے یہی روایت مرقوم ہے۔ کافی جلد ۱ ص ۱۳۱

محمد بن عیسیٰ بن زیاد کا بیان ہے کہ میں ابو جواد کے دفتر میں تھا میں نے دیکھا کہ وہ کچھ پڑھا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا یہ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ایک خط ہے جو آپ نے اپنے فرزند کو خراسان سے تحریر فرمایا تھا۔ میں نے کہا لا ذرا میں بھی دیکھوں انہوں نے کیا لکھا ہے۔ تو اس میں یہ تحریر تھا۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم اسے فرزند اللہ تمہیں طول عمر کرامت فرمائے اور تمہیں تمہارے دشمنوں سے بچائے۔ تم پر تہا را باب قربان۔ میں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے اموال کا اختیار تمہیں دے دیا ہے۔ امید ہے کہ تم اپنے قرابت داروں یعنی حضرت موسیٰ و حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے غلاموں کے ساتھ صلہ رحم و حسن سلوک کرو گے اور اسی پر اللہ تمہیں پالے اور بڑھائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے۔“

من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاً عظیماً لئلا یضعافاً کثیراً (بقرہ آیت ۲۴۵)

اور ارشاد فرمایا لیسفق ووسععة من سعته ومن قدر علیہ رزقہ فلیسفق معاً اتاہ اللہ (سورہ الملاق آیت ۷)

میرے فرزند اللہ نے تم کو بہت دیا ہے تمہارا باب تم پر قربان و اس السلام (تفسیر و مابی جلد ۱ ص ۱۳۱)

۱۴) ہدیہ کسی کا ہو واپس نہیں کیا جاتا

علی بن ہزیر سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ خیران نے مجھے خط لکھا کہ میں نے آٹھ درہم آپ کے پاس بھیجے ہیں جسے طوطوں سے ایک شخص نے مجھے بھیجے تھے مگر اس میں سے بعض درہم ان لوگوں کے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ بغیر آپ کے حکم کے میں ان درہموں کو ان کے مالک کو واپس کر دوں۔ کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اس طرح کے درہم قبول کر لیا کروں۔ مجھے آپ کے حکم کا انتظار رہے گا۔

انہوں نے جواب میں تحریر کیا اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص درہم یا کوئی اور چیز بطور ہدیہ پیش کرتا ہے تو اسے قبول کر لو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی یہودی اور نصرانی تک کا ہدیہ واپس نہیں فرماتے تھے۔ رجال کشی نمبر ۵-۵۸

۱۵) منبر رسول سے اپنا تعارف

برسی نے کتاب مشارق الاغراب میں تحریر کیا ہے کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس آیا آپ

مسجد رسول میں تھے اور بہت میں نے دیکھا کہ آپ منبر کے پاس آئے اور ایک زینہ بلند ہوئے اور کہا لوگو سنو۔ میں محمد بن علی الرضا ہوں، میں جو اد ہوں۔ میں ان لوگوں کے نسبت کو بھی جانتا ہوں جو ابھی اپنے آپ کے اصلاب میں ہیں۔ میں تمہارے ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم لوگ کس طرف جانے والے ہو۔ یہ علم ہمیں تمام مخلوقات کی پیدائش سے پہلے ہی عطا کر دیا گیا تھا جو کہ آسمانوں اور زمینوں کے فنا ہونے کے بعد بھی رہے گا اگر اس امر کا خطرہ نہ ہوتا کہ اہل باطل گمراہ اور آمادہ پیکار ہو جائیں گے اور اہل شک مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے تو میں ایسی ایسی باتیں بتاتا کہ جسے سن کر اولین و آخرین کو حیرت ہوتی۔ اس کے بعد آپ نے اپنا دست مبارک اپنے منہ پر رکھ لیا اور فرمایا مگر اسے محمد تم بھی اس طرح خاموش رہو جس طرح تم سے پہلے تمہارے آباؤ اجداد خاموش رہے۔

۱۶) خیران تمہاری رائے میری رائے سے

خیران خادم کا بیان ہے کہ میں نے آقا کو آٹھ درہم بھیجے اور اس کے بعد وہی روایت ہے جو پہلے گزر چکی اسکے بعد کہا کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی رائے پر عمل کرو تمہاری رائے میری رائے سے ہے جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔

آپ کے اصحاب

۱۷) زکریا بن ادم

محمد بن اسحاق اور حسن بن محمد دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ زکریا بن ادم کی وفات کے بعد حج کے ارادے سے نکلے درمیان راہ میں ہمیں آپ کا خط وصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ تم نے جو مہر جو حج کی وفات کی اطلاع دی تو اللہ ان پر رحم فرمائے سو حج جس دن پیدا ہوئے جس دن مرے اور جس دن وہ پھر دوبارہ زندہ کر کے قبر سے اٹھائے جائیں گے۔ واقعاً وہ تاحیات عارف بالحق اور قائل بالحق رہے حتیٰ کہ قبر سے اٹھائے اللہ اور اس کے رسول کی رضا پر قائم رہے اور مرتے مر گئے مگر انہوں نے حق نہ چھوڑا نہ ان میں کوئی تبدیلی آئی اور اللہ انکی نیت کا پھل ان کو دے اور ان کی سعی و کوشش کا اجر ان کو عطا کرے اور تم نے ان کے وحی کا ذکر کیا ہے تو اس کے متعلق یعنی حسن

بن محمد بن عمران کے بارے میں جو کچھ تم نے لکھا ہے اس سے زیادہ ہم اس سے واقف ہیں۔
راختصاص و مشافہہ رجال کشی ص ۲۹۱

۱۸) محمد بن عبدالعزیز

عماد بن عبدالعزیز بن منتہدی ثقی اشعری سے روایت ہے کہ اس کے متعلق حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کی یہ تحریر نکلی۔ الحمد للہ جو کچھ تم نے بھیجا وہ مجھے ملا میں ان میں سے ان چیزوں کو پہچانتا ہوں جو تمہاری طرف مائل ہیں اللہ تمہارے اور ان لوگوں کے گناہوں کو معاف کرے ہم سب پر اور تم لوگوں پر رحم کرے۔ اس کے علاوہ ان ہی کے متعلق یہ تحریر بھی نکلی کہ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے ہم پر اور تم پر رحم فرمائے ہم تم سے راضی ہیں اللہ بھی تم سے راضی ہو۔

۱۹) علی بن ہزیرا

ان ہی میں سے علی بن ہزیرا ہوازی ہیں جو آپ کے نزدیک قابل ترین تھے۔ چنانچہ ایک جماعت کثیر نے تلعبری سے اور انہوں نے اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ حسن بن شہتوں سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے علی بن ہزیرا کے پاس حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ خط ان کے نام پڑھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے علی اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ اور تمہیں جنت نصیب کرے۔ دنیا اور آخرت کی ناکامیوں سے تمہیں بچائے۔ تمہارا حشر ہم لوگوں کے ساتھ کرے۔ اے علی میں نے تم کو خوب حاجت لیا اور پرکھ لیا ہے کہ تم اپنے فرائض کی ادائیگی اطاعت و خدمت اور وقار کی کس منزل پر ہو اگر میں کہوں کہ میں نے تم جیسا شخص نہیں دیکھا تو امید ہے کہ میں یہ بات سچ کہوں گا۔ اللہ تمہیں اس کی جزا میں جنت فردوس عطا کرے۔ مجھ سے تمہاری منزلت اور تمہارا مقام پورے شہید نہیں اور نہ تمہاری خدمات ہم سے چھپی ہوئی ہیں جو تم نے گرمی سردی اور دن رات میں اسباب آدمی بری دیکھا ہے کہ جب میدان حشر میں جیسے خلائق موجود ہوں تو اللہ تمہیں وہ کچھ عطا کرنے جسے دیکھ کر لوگ رشک کریں بیشک اللہ دعا کا سننے والا ہے۔

رسول الغیبہ ص ۲۲۱

②۰ صالح بن محمد بن سہیل

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے
میں حضرت ابو جعفر ثانی امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ صالح بن محمد
سہیل ہمدانی آپ کے پاس آیا۔ وہ آپ کی طرف سے وکیل تھا اس نے کہا مجھ سے
ہزار درہم آپ کے خراج ہو گئے ہیں آپ اسے بھل فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اجازت
میں نے بھل کیا جب صالح آپ کے پاس سے چلا گیا تو آپ نے فرمایا اچھا
آل محمد اور ان کے فقراء و مساکین و مساکین کے مال کو بھی جھپٹ لیتے ہیں پھر
بعد میں کہتے ہیں کہ یہ مجھے بھل کر دیجئے۔ کیا تمہارے خیال میں اس کے ذہن میں یہ
ہوگا کہ میں کبر و دوں گا کہ جاؤں نہیں بھل کرتا۔ خدا کی قسم ان لوگوں سے قیامت کے دن اللہ
باز پرس اور سخت باز پرس کرے گا۔

کتاب الغیثہ ص ۱۰۰
حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے وکیل عثمان بن سعید سمان تھے انہوں نے
کے ثقات میں ابوبکر بن فزاح کوئی و جعفر بن محمد بن یونس احوال حسین بن
بن حسن و مختار بن زیاد عبدی بصری و محمد بن حسین بن ابی الخطاب کوئی تھے۔

آپ کے اصحاب میں شاذان بن خلیل نیشاپوری و نوح بن شعیب
بخاراوی و محمد بن احمد محمودی و ابو یحییٰ ہرمانی و ابو القاسم اور بسلمی و علی بن محمد
بن حسن بن محبوب و اسحاق بن اسماعیل نیشاپوری و ابو جواد احمد بن ابراہیم مراغی
و ابو علی بن بلال و عبداللہ بن محمد حسینی و محمد بن حسن بن شمون بصری تھے۔ رشتہ پروردگار

②۱ خیران قزاقیسی

محمد بن حسن بن ہندارمی کی کتاب جو خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اس میں
نے یہ حدیث دیکھی کہ مجھ سے بیان کیا حسین بن محمد بن عامر نے اردان سے بیان کیا
خیران خادم قزاقیسی نے میں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ علیہ السلام کے
زمانہ میں حج کیا اور ایک خادم سے جس کی حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی نگاہ کچھ وقعت تھی
میں نے آپ کے متعلق دریافت کیا اور درخواست کی وہ مجھے آپ کی خدمت میں پہنچا
دے۔ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو خادم نے کہا تیار ہو جاؤ میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام
کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ میں تیار ہو کر اس کے ساتھ ہولیا۔ جب ہم لوگ دروازے

کے پاس پہنچے تو اس نے کہا میں ٹھہروں اجازت لیکر آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اندر گیا جب
اس کے آنے میں دیر ہو گئی تو ہم لوگ دروازے پر پہنچے اس خادم کا معلوم کیا لوگوں نے
کہا کہ وہ تو یہاں سے نکل کر چلا گیا۔ ہم لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی ابھی ہم لوگ اسی تیرانی میں
تھے کہ گھر کے اندر سے ایک خادم نکلا اور بولا تم خیران ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ کہا اندر آ جاؤ۔
میں اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام چھت پر کھڑے ہیں کوئی
فرش وغیرہ نہیں ہے۔ جس پر وہ بیٹھیں اتنے میں ایک سلام نے مصلیٰ لاکر بچھا دیا آپ
اس پر بیٹھ گئے۔ میں نے دیکھا تو مجھ پر بہت ہی عیب طاری ہوئی میں نے چاہا کہ چھت پر پہنچوں
مگر کوئی زمین وغیرہ نہ تھا۔ آپ نے اشارے سے زمین کی جگہ بتائی میں اور گیا اور سلام
کیا آپ نے جواب سلام دیا اور میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے ہاتھوں کو بوسہ دیا
آپ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا

پھر مجھے یاد آیا کہ ریان بن شیب نے مجھ سے کہا تھا کہ تیب تم حضرت
ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچو تو کہنا کہ آپ کے غلام ریان بن شیب نے آپ کو
سلام کہا ہے اور درخواست کی ہے کہ آپ اسکے لئے اور اسکے فرزند کے لئے دُعا
فرمائیں۔ میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے اس کے لئے دُعا کی مگر اس کے
فرزند کے لئے کوئی دُعا نہیں کی۔ میں نے پھر اس کا ذکر کیا پھر آپ نے
صرف اس کے لئے دُعا کی اس کے فرزند کے لئے نہیں کی۔ تیسری مرتبہ
میں نے پھر کہا آپ نے تیسری مرتبہ بھی صرف اس کے لئے دُعا کی اس کے فرزند کے لئے
نہیں کی میں آپ سے رخصت ہوا اور اٹھا۔

میں دروازے کی طرف چلا تو کچھ آپ نے فرمایا جسے میں سمجھ نہ سکا
اور میرے پیچھے پیچھے آپ کا ایک خادم آیا میں نے پوچھا کہ جب میں وہاں سے اٹھا تھا تو آپ
کیا فرمایا تھا خادم نے کہا کہ وہ دیا رشرک میں پیدا ہوا ہے جب وہاں سے نکلے گا تو اس سے بھی زیادہ
زیادہ شر ہوگا۔ ہاں جب اللہ چاہے گا تو اسے ہدایت کی توفیق دے گا۔ (رجال کشی ص ۵۵)

②۲ ابراہیم بن محمد ہمدانی

ابراہیم بن محمد ہمدانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام
کو خط میں تحریر کیا اور اس میں بتایا کہ سمیع نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا تو آپ نے اس
کے جواب میں اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا۔ گھبراؤ نہیں جس نے تم پر ظلم کیا ہے اللہ اس کے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۹ نم

بَحَارُ الْآخِرِ

مؤلف: محمد باقر مجاہدی روضہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداؤم مدظلہ

در حالات

حضرت ابوالحسن ثالث

امام علی بن محمد التقی علیہ السلام

خلاف تمہاری بہت بلند مدد کرے گا۔ اور خوش خبری سنو انشاء اللہ تمہارے پاس اللہ کے
مدد بلکہ پہنچنے والے ہے اور عزت میں بھی تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ (رحمہ اللہ)

ابراہیم بن محمد ہمدانی کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام
نے مجھے خط میں تحریر کیا کہ تمہارا بھیجا ہوا حساب مجھے ملا۔ اللہ تمہارا یہ عمل قبول فرما
اور تم لوگوں سے خوش اور راضی ہو۔ اور تمہیں دنیا و آخرت میں ہم اہل بیت کے ساتھ
قرار دے میں لے لے دینا اور ملیوسات تمہیں بھیجے ہیں یہ اور اللہ کی تمام عطا کردہ نعمت
تمہیں مبارک ہوں۔

میں نے نظر کو خط لکھ دیا ہے کہ وہ تمہاری مخالفت سے باز آجائے
تم سے کوئی تعرض نہ کرے نیز یہ بھی بتا دیا ہے کہ تمہاری منزلت میری نظر میں کیا ہے۔ میں
ایوب کو بھی اسی مضمون کا خط لکھ دیا ہے اور ہمدانی میں اپنے دو دستوں اور ماننے
کو بھی لکھ دیا ہے کہ وہ تمہاری اطاعت کریں تمہارے حکم پر چلیں اور یہ کہ تمہارے سوا
وہاں کوئی دلیل نہیں ہے۔ (رحمہ اللہ ص ۵۱-۵۰)

سیدنا سے امام تقی کے حالات جنم

end